نحن انصار اللہ

مجلس انصار اللہ کینیڈا کا ترجمان
جلد نمبر:13 شمارہ نمبر: 3
جولائی تا ستمبر 2012ء ☆ 1392 ہجری شمسی

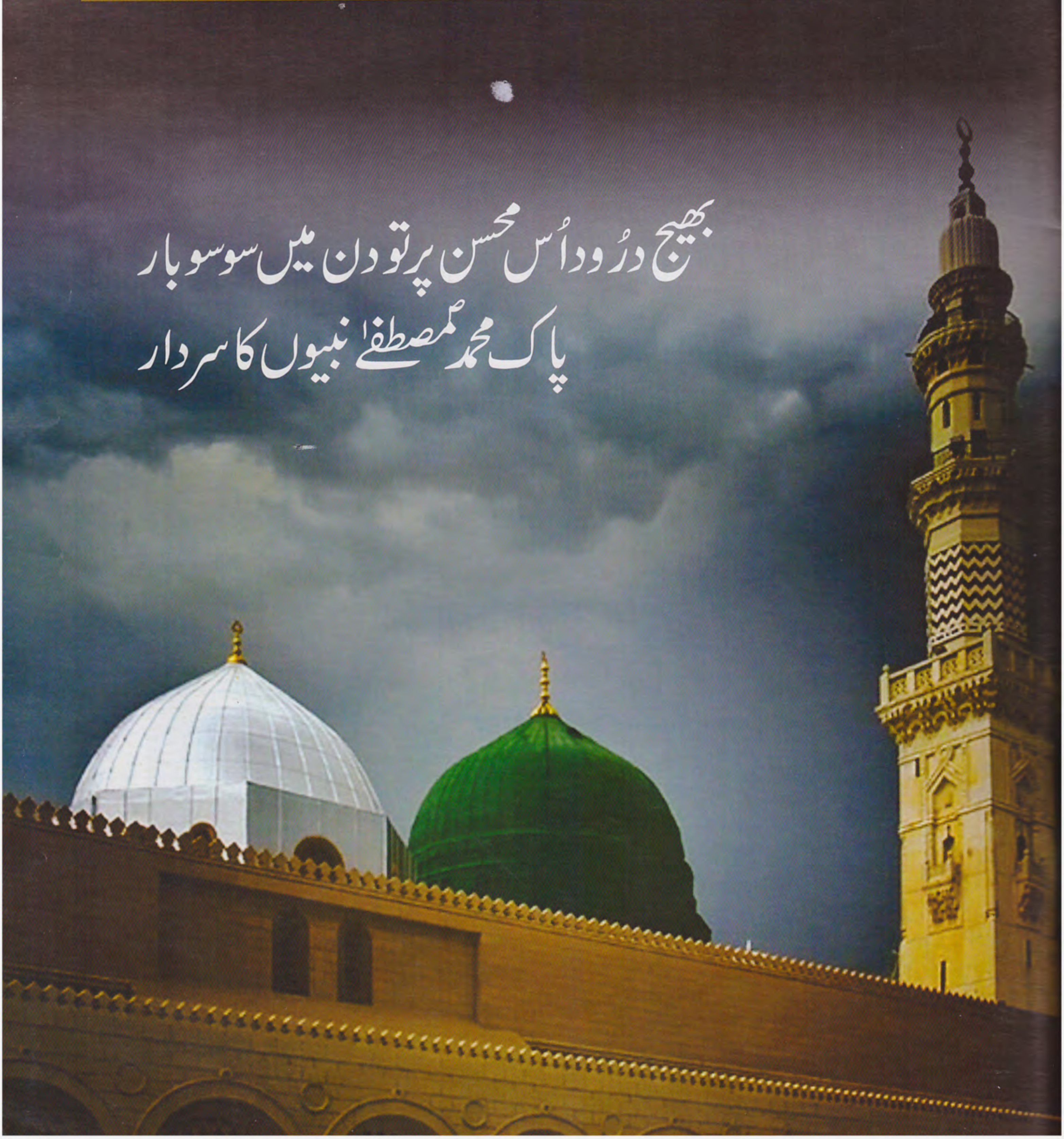

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ط

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں
اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک محمدؐ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

عہد

مجلس انصاراللہ

میں اقرار کرتا ہوں کہ اسلام اور احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت اور نظامِ خلافت کی حفاظت کے لیئے انشاءاللہ تعالیٰ آخر دم تک جد وجہد کرتا رہوں گا اور اس کے لیئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لیئے ہمیشہ تیار رہوں گا۔ نیز میں اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتا رہوں گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحنُ انصارُ اللّٰہ

مجلس انصار اللہ کینیڈا کا تعلیمی، تربیتی و دینی مجلّہ

جلد نمبر: 13 - شمارہ نمبر: 3 جولائی تا ستمبر 2012ء ☆ 1392 ہجری شمسی

ادارتی بورڈ

نیشنل امیر جماعتہائے احمدیہ کینیڈا

مکرم ومحترم ملک لال خان

صدر مجلس انصار اللہ کینیڈا

شفقت محمود

قائد اشاعت

محمد جاوید ظریف

نائب قائدین اشاعت

سید منیر شاہ اور عمران لطیف شرما

مدیر۔ اُردو

ناصر احمد وینس

مدیر۔ انگلش

ڈاکٹر ساجد احمد

کمپوزنگ

محمد خلیل، محمد اشرف، سید سلیم احمد اور قاضی محمد حارث

ڈیزائننگ و پرنٹنگ

جیمنگ گرافکس

فوٹو گرافی

عطاء القدوس۔ محمود احمد چغتائی۔ ندیم طاہر۔ اسد سعید

فہرست مضامین

➤ قرآن وحدیث 2

➤ ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام 3

➤ اداریہ 4

➤ خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 5

➤ برصغیر پاک وہند میں جلسہ ہائے سیرت النبی ﷺ کا آغاز از ریاض محمود باجوہ 7

➤ قدیریات۔۔اور۔۔گل افشانیاں! از ناصر احمد وینس 15

➤ محترم قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری کی سوانح حیات از قاضی محمد حارث 17

➤ ساحل سمندر کی سیر اور ایک منظوم عارفانہ وعلمی شاہکار از سید منیر احمد شاہ ابن علی 18

➤ نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ کینیڈا کی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ میٹنگ 19

➤ مجلس انصار اللہ کینیڈا کا ستائیسواں سالانہ اجتماع 20

➤ اور بعض دیگر مضامین

دفتر اشاعت

100 احمدیہ ایونیو، میپل، اونٹاریو۔ کینیڈا

ای میل ایڈریس: nahnuansar@gmail.com

قرآن مجید

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوۡا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّھُوَالۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّہِمۡ ۙ
کَفَّرَ عَنۡہُمۡ سَیِّاٰتِہِمۡ وَاَصۡلَحَ بَالَہُمۡ○

(سورة محمد:47:3)

اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اور اس پر ایمان لائے جو محمدؐ پر اُتارا گیا، اور وہی ان کے ربّ کی طرف سے کامل سچائی ہے، اُن کے عیوب کو وہ دُور کر دے گا اور ان کا حال درست کر دے گا۔

حدیث النبی ﷺ

حضرت عامر بن ربیعہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

جو مومن مجھ پر دُرود بھیجتا ہے جب تک وہ اس کام میں لگا رہے فرشتے اس پر دُرود بھیجتے رہتے ہیں اب بندے کا اختیار ہے کہ

وہ دُرود کم پڑھے یا زیادہ پڑھے

(سنن ابن ماجہ کتاب اقامتہ الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ علی النبی)

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

آنحضرت ﷺ اپنی پاک باطنی وانشراح صدری وعصمت وحیاء وصدق وصفا وتوکل ووفا اور عشق الٰہی کے تمام لوازم میں سب انبیاء سے بڑھ کر اور سب سے افضل اور اعلیٰ واکمل وارفع واجلیٰ واصفا تھے اس لئے خدائے جل شانہ نے ان کو عطر کمالات خاصہ سے سب سے زیادہ معطر کیا اور وہ سینہ اور دل جو تمام اولین وآخرین کے سینہ ودل سے فراخ تر وپاک تر وروشن تر وعاشق تر تھا وہ اسی لائق ٹھہرا کہ اس پر ایسی وحی نازل ہو کہ جو تمام اولین وآخرین کی وحیوں سے اقویٰ واکمل وارفع واتم ہو کر صفات الٰہیہ کے دکھلانے کے لئے ایک نہایت صاف اور وسیع آئینہ ہو۔

(سرمہ چشم آریہ۔ روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 71)

وہ انسان جس نے اپنی ذات سے اپنی صفات سے اپنے افعال سے اپنے اعمال سے اور اپنے روحانی اور پاک قویٰ کے پُر زور دریا سے کمال تام کا نمونہ علماً وعملاً وصدقاً وثباتاً دکھلایا اور انسان کامل کہلایا۔ وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسان کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس کے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالم کا عالم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہو گیا وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیین جناب محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ اے پیارے خدا اس پیارے نبیؐ پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتدائے دنیا سے تو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔

(اتمام الحجۃ۔ روحانی خزائن، جلد 8 صفحہ 308)

اداریہ

ایڈیٹر

یومِ عشقِ رسولؐ منانے کے حقیقی گُر

جس وقت یہ سطور لکھی جارہی ہیں محرّم کا مہینہ ایک نہایت دردناک واقعہ کی یاد لئے اپنا آغاز کرچکا ہے۔ جی ہاں، وہی دل ہلا دینے والا واقعہ جب کلمہ گوؤں ہی کے ہاتھوں خانوادۂ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کربلا کے میدان میں نہایت سنگدلی کیساتھ شہید کردیا گیا۔ افسوس صد افسوس کہ چودہ سو سال سے زائد عرصہ گزر جانے کے بعد بھی آج جہاں ایک طرف انسانِ کامل صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف طوفانِ بدتمیزی مچا ہوا ہے اِسی مہینے میں اُسی سرزمین میں پھر کلمہ گو، کلمہ گو کا خون بہا رہا ہے۔ واقعہ کربلا سے سبق کبھی نہیں سیکھا اور ایک دوسرے کی گردنیں کاٹ رہے ہیں۔ شام کا ملک اِس وقت اسی قسم کا منظر پیش کررہا ہے جہاں اسلام اور بانیٔ اسلام سے دلی بُغض اور تعصّب رکھنے والی نادیدہ قوتیں مسلمانوں کو آپس میں لڑوا کران کی رہی سہی طاقت کو بھی مسلسل فنا کے گھاٹ اتارنے کے خوفناک منصوبوں پر عمل پیرا ہیں۔

مسلمانانِ عالم اس وقت جو کچھ کررہے ہیں لاریب یہ زمانے کے امام کو نہ پہچاننے کی وجہ سے ہورہا ہے۔ امامِ آخرالزماں حضرت مسیح موعود علیہ السلام عصرِ حاضر میں اسلام کی عظمتِ رفتہ واپس لانے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر ہونے والے ناپاک حملوں کے دفاع کیلئے مسلمانوں کو توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں (جسکا خلاصہ یہ ہے کہ) اسلام پر کیسے سخت دن ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایک سلسلہ قائم فرمایا جو مسلمانوں کی کھوئی ہوئی عظمت کو بحال کرے گا۔ چنانچہ مسلمانوں کو مخاطب کرکے فرمایا کہ اب اپنی ضدیں چھوڑو اور غور کرو کہ کیا اللہ تعالیٰ ایسے حالات میں بھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر ہر طرف سے حملے ہورہے ہیں ان کی عزّت قائم کرنے کیلئے جوش میں نہیں آیا؟ جبکہ وہ اور اسکے فرشتے بھی آپ پر درود بھیجتے ہیں۔ اس توہین کے وقت میں صلوٰۃ کا اظہار کس قدر ضروری ہے اور اس کا ظہور اللہ تعالیٰ نے اس الٰہی سلسلے کی صورت میں کیا ہے۔

(خلاصہ از: ملفوضات جلد 3 صفحہ 8 - 9)

پس ان حالات میں جماعت احمدیہ اپنے محدود وسائل کے باوجود ہر میدان میں اسلام کی حقیقی تعلیم اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی اصل تصویر بالخصوص مغربی دنیا کو دکھانے کیلئے قدمے، درمے، سخنے مصروفِ عمل ہے۔ مگر بعض جگہوں پر دیگر کلمہ گو مسلمانوں کی طرف سے ہی جماعت احمدیہ کی اس مساعی کی راہ میں روڑے اٹکائے جارہے ہیں۔ لیکن افرادِ جماعت ان تمام رکاوٹوں اور مخالفتوں کے باوجود دکھی انسانیت کی خدمت کے عملی کردار کے ذریعہ اسلام کی پاکیزہ، پُرامن اور دنیا کی سلامتی کی حقیقی ضامن ارفع تعلیمات کا فعلی نمونہ دنیا کے سامنے پیش کررہے ہیں۔

چنانچہ:

☆ چاہے ٹورانٹو ڈاؤن ٹاؤن کے مشہور اور مہنگے ترین "رائے تھامسن" نامی ہال میں 20 نومبر کو منعقد کی جانے والی سیرت کانفرنس ہو جو اپنے منفرد نشستوں کے ڈیزائن اور بہترین ساؤنڈ سسٹم وغیرہ کی وجہ سے بالعموم میوزک کنسرٹس ہی کیلئے استعمال ہوتا ہے...

☆ چاہے پاکستان، فلپائن، جاپان میں سیلابوں سے متاثرہ افراد کی عملی مدد کا مظاہرہ ہو...

☆ چاہے ہیٹی میں زلزلہ زدگان کی بھرپور مدد کی بات ہو...

☆ چاہے افریقہ کے پسماندہ علاقوں میں پانی کے پمپ وغیرہ لگاکر پینے کے صاف پانی کی سپلائی جیسی مدد ہو یا پھر سولر پاور کے ذریعہ بجلی مہیا کرنے کا عمل....

☆ چاہے گذشتہ دنوں امریکہ میں آنے والے خوفناک سینڈی نامی طوفان سے متاثرہ افراد کی فوری اور ہر قسم کی مدد کرنے کا معاملہ ہو۔ جہاں صدر اباما نے نیویارک سٹی میں کینیڈا سے جانے والے "ہومینٹی فرسٹ" کے رضاکاروں کی بروقت اور بھرپور امداد کا اپنی ایک تقریر میں خصوصی طور پر تذکرہ بھی کیا ہے...

☆ چاہے کینیڈا بھر میں ایک ہی دن "یومِ تبلیغ" مناکر تین لاکھ سے زائد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ حمیدہ کی بابت نامور غیر مسلموں کے تاثرات پر مبنی پمفلٹ کی گھر گھر تقسیم کا کارنامہ ہو...

☆ یا پھر "911" کے سانحہ کے دن کی یاد کے موقع پر ہزاروں بوتلیں خون دینے کا عطیہ ہو...

☆ یا "رن فار وان" (Run for Vaughon) نامی میراتھن دوڑ کے ذریعہ یارک ہسپتال کیلئے لاکھوں ڈالرز اکھٹے کرنے کی مہم ہو...

الغرض اس الٰہی سلسلہ کا ہر فرد جس نے امامِ آخرالزماں کو پہچانا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے جذبے سے سرشار دنیا میں اسلام کے عملی سفیر کے طور پر آنحضورؐ پر درود وسلام بھیجتے ہوئے گستاخانہ فلم بنانے والے ملعون وخبیث الفطرت لوگوں کے پراپیگنڈے کا دیگر مسلمانوں کی طرح توڑ پھوڑ قتل وغارت کی بجائے مذکورہ بالا افعال کے ذریعہ بھرپور رنگ میں جواب دے رہا ہے۔

پس بطور احمدی ہمارا یہ بھی فریضہ بنتا ہے کہ آنحضورؐ سے سچی محبت کے پیشِ نظر ہم امتِ مسلمہ کیلئے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ امتِ مسلمہ کو اپنے محبوبؐ کے صدقے بچالے۔ آمین۔

خلاصہ خطبہ جمعہ

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں دشمنانِ اسلام کی طرف سے بیہودہ اور لغو فلم بنانے پر شدید مذمت اور انتباہ

دشمنانِ اسلام نے آنحضرت ﷺ کی عزت اور ناموس پر حملہ کر کے خدا تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دی ہے

جب دشمن بیہودہ گوئی میں بڑھے تو تم پہلے سے بڑھ کر درود و سلام نبی کریمؐ پر بھیجو، آنحضرت ﷺ کا غلبہ دنیا میں مقدر ہو چکا ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 21 ستمبر 2012 کا خلاصہ

(نوٹ: خطبہ جمعہ کا یہ خلاصہ ادارہ اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

سیدنا خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 21 ستمبر 2012 کو خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ حضور انور نے آغاز میں سورۃ الاحزاب کی آیات 58,57 کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ اسلام دشمن عناصر نے آنحضرت ﷺ کی عزت و ناموس پر حملہ کر کے آپ کے متعلق بیہودہ اور لغو فلم بنائی ہے جس میں آپؐ کے متعلق ظالمانہ طور پر اہانت کا اظہار کیا گیا ہے۔ اس انتہائی گھناؤنے، گھٹیا اور ظالمانہ فعل پر آنحضرتؐ کے ماننے والوں میں شدید غم و غصہ کی لہر دوڑ رہی ہے۔ ان کا یہ غم و غصہ حق بجانب اور ایک قدرتی بات ہے۔ سب سے بڑھ کر ایک احمدی کو تکلیف پہنچی کہ جس کو حضرت مسیح موعودؑ نے آنحضرتؐ کے عظیم مقام کا ادراک عطا فرمایا۔ پس ہمارے دل اس فعل پر چھلنی ہیں۔ ہم خدا تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہیں کہ ان ظالموں سے بدلہ لے اور انہیں رہتی دنیا تک عبرت کا نشان بنا دے۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیں عشق رسول ﷺ کا اس طرح ادراک عطا فرمایا کہ جنگل کے سانپوں اور جانوروں سے تو صلح ہو سکتی ہے لیکن ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی توہین کرنے والے اور اس پر ضد کرتے چلے جانے والے سے ہم صلح نہیں کر سکتے۔ حضور انور نے فرمایا کہ شروع میں تلاوت کی گئی آیات میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو ان کی ذمہ داری کی طرف توجہ دلائی ہے کہ تمہارا کام رسول کریم ﷺ پر درود بھیجنا ہے۔ یہ تو ایسا عظیم نبی ہے کہ جس پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے بھی درود بھیجتے ہیں۔ پس جب دشمن بیہودہ گوئی میں بڑھے تو تم پہلے سے بڑھ کر درود و سلام نبی کریمؐ پر بھیجو، پس ایک احمدی اپنے اپنے ملکوں میں ارباب حکومت کو بھی اس بیہودہ گوئی سے باز رہنے اور رکنے کی طرف توجہ دلائے۔ اس سازش کے خلاف دنیا کو اصل حقیقت سے آشنا کرے۔ آنحضرت ﷺ کی سیرت کے خوبصورت پہلو دکھائے۔ پس یہ خوبصورت ردّعمل ہے جو ہم نے دکھانا ہے۔ ایسے ردّعمل کا کوئی فائدہ نہیں کہ جس میں اپنے ہی ملکوں میں اپنی جائیدادوں کو آگ لگائی جائے یا اپنے ہی ملک کے شہریوں کو مارا جائے۔ باقی ان ظالموں کے انجام کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے دوسری آیات میں فرمادیا ہے کہ رسول کو اذیت پہنچانے والوں پر اس دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے رسوا کن عذاب مقدر کیا ہوا ہے۔ پس یہ لوگ اپنے بد انجام کو پہنچیں گے۔

حضور انور نے فرمایا کہ گذشتہ دنوں فرانس کے ایک رسالے کو بھی دوبارہ ابال آیا ہے۔ اس نے بھی پھر دوبارہ بیہودہ کارٹون شائع کئے ہیں جو پہلے سے بڑھ کر بیہودہ ہیں۔ فرمایا کہ دنیا کے ایک بڑے حصے پر مسلمان حکومتیں قائم ہیں۔ مسلمان ممالک یو۔این۔او کا بھی حصہ ہیں پھر کیوں قرآن کریم کی خوبصورت تعلیم کو دنیا پر ظاہر کرنے کی ان مسلمان حکومتوں نے کوشش نہیں کی۔ کیوں یہ پیش نہیں کرتے کہ مذہبی جذبات سے کھیلنا اور انبیاء اللہ کی بے حرمتی کرنا بھی جرم ہے اور بہت بڑا گناہ بھی ہے اور دنیا کے امن کے لئے بھی ضروری ہے کہ اس کو یو این او کے چارٹر کا حصہ بنایا جائے کہ کوئی ممبر ملک اپنے کسی شہری کو اجازت نہیں دے گا کہ دوسروں کے مذہبی جذبات سے کھیلا جائے۔ فرمایا کہ اگر تمام ممالک کے مسلمان یہ فیصلہ کر لیں کہ اپنے ووٹ ان سیاست دانوں کو دینے ہیں جو مذہبی رواداری کا مظاہرہ کریں گے تو ان دنیاوی حکومتوں میں بھی ایک طبقہ ایسا مل جائے گا جو کھل کر اس بیہودہ گوئی کے خلاف بات کرنے والا ہوگا۔

حضور انور نے فرمایا کہ جنہوں نے یہ فلم بنائی یا اس میں کام کیا ان کے اخلاقی معیار کا اندازہ جو میڈیا پر ان سے متعلق معلومات ہیں ان سے ہی ہو سکتا ہے۔ پس یہ غلاظت کر کے انہوں نے خدا تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دی ہے اور دیتے چلے جا رہے ہیں۔ حضور انور نے آنحضور ﷺ کے پاکیزہ اخلاق کے پاک نمونے بیان فرمائے نیز آپ پر ہونے والے بعض اعتراضات کے جواب دئے۔ حضور انور نے حضرت مسیح موعودؑ کا دنیا کو انتباہ پر مبنی پیغام بھی پڑھ کر سنایا اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ دنیا کو عقل دے اور وہ مکروہ اور ظالمانہ کاموں کے کرنے سے بچے اور ہمیں بھی اللہ تعالیٰ اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

برصغیر پاک و ہند میں جلسہ ہائے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا آغاز

معاشرتی امن وسلامتی کے قیام کے لئے مستحسن اقدام

مرتبہ: مکرم ریاض محمود باجوہ صاحب۔ ربوہ

برصغیر کی مذہبی تاریخ میں 1928ء کا سال بڑی اہمیت رکھتا ہے جب اس سال جماعت احمدیہ کے امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسوں کا آغاز کیا۔ اس کا پس منظر یوں ہے کہ آپ کے دل میں 1928ء میں اس وقت تحریک پیدا ہوئی کہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسے منعقد کرنے چاہئیں جب کچھ متعصب ہندوؤں کی طرف سے کتاب ''رنگیلا رسول'' اور رسالہ ''ورتمان'' میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخیاں کی گئیں۔ جس کے نتیجہ میں ملک بھر میں فرقہ وارانہ کشیدگی نہایت خطرناک شکل اختیار کر گئی۔ اس مرحلہ پر حضرت امام جماعت احمدیہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس وحرمت کے لئے ملکی سطح پر ایک کامیاب مہم شروع فرمائی۔ اخبار مشرق (گورکھپور) نے ''حضرت امام جماعت احمدیہ کے احسانات'' کے عنوان سے درج ذیل نوٹ شائع کیا۔

''جناب امام صاحب جماعت احمدیہ کے احسانات تمام مسلمانوں پر ہیں۔ آپ ہی کی تحریک سے ''ورتمان'' پر مقدمہ چلایا گیا۔ آپ ہی کی جماعت نے ''رنگیلا رسول'' کے معاملہ کو آگے بڑھایا۔ سرفروشی کی۔ جیل خانہ جانے سے خوف نہیں کھایا۔ آپ ہی کے پمفلٹ نے جناب گورنر صاحب بہادر پنجاب کو انصاف وعدل کی طرف مائل کیا۔''

(اخبار ''مشرق'' گورکھپور یکم ستمبر 1927ء بحوالہ جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات صفحہ 57-58)

حضرت امام جماعت احمدیہ کے دل میں شدت سے یہ احساس پیدا ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس زندگی کے حالات اور انسانیت پر آپ کے احسانات کا تذکرہ ملک کے گوشہ گوشہ میں ہونا چاہیئے۔ اسی خیال کی بنا پر آپ نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسوں کی بنیاد رکھی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ:-

''... لوگوں کو آپ پر حملہ کرنے کی جرأت اسی لئے ہوتی ہے کہ وہ آپ کی زندگی کے صحیح حالات سے ناواقف ہیں۔ یا اس لئے کہ وہ سمجھتے ہیں دوسرے لوگ ناواقف ہیں۔ اس کا ایک ہی علاج ہے۔ جو یہ ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح پر اس کثرت سے اور اس قدر زور کے ساتھ لیکچر دیئے جائیں کہ ہندوستان کا بچہ بچہ آپ کے حالات زندگی اور آپ ؐ کی پاکیزگی سے آگاہ ہو جائے ...''

(اخبار الفضل، قادیان۔ 10 جنوری 1928ء صفحہ 1 - 2)

نیز فرمایا:-

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان وجودوں میں سے ہیں جن کے متعلق کسی شاعر نے کہا ہے کہ ع آفتاب آمد دلیل آفتاب

سورج کے چڑھنے کی دلیل کیا ہے؟ یہ کہ سورج چڑھا ہوا ہے کوئی پوچھے اس بات کی کیا دلیل ہے کہ سورج چڑھا ہوا ہے تو اسے کہا جائے گا۔ دیکھ لو سورج چڑھا ہوا ہے۔ تو کئی ایسے وجود ہوتے ہیں کہ ان کی ذات ہی ان کا ثبوت ہوتی ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مستودہ صفات انہی وجودوں میں سے ہے بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ اس وقت تک جو انسان پیدا ہوئے یا آئندہ پیدا ہوں گے وہ سب کے سب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نیچے ہیں اور آپ ؐ سب پر فوقیت رکھتے ہیں...'' (الفضل 4 مئی 1928ء صفحہ 5)

ایک وسیع پروگرام: اس اہم قومی وملی مقصد کی تکمیل کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک وسیع پروگرام تجویز فرمایا جس کے چند اہم پہلو مندرجہ ذیل تھے:-

اول۔ ہر سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس سوانح میں سے بعض اہم پہلوؤں کو منتخب کر کے ان پر خاص طور پر روشنی ڈالی جائے۔ 1928ء کے پہلے ''سیرت النبی'' کے جلسے کے لئے آپ نے تین عنوانات تجویز فرمائے (1) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بنی نوع انسان کے لئے قربانیاں (2) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی (3) رسول کریم صلی اللہ علی وسلم کے دنیا پر احسانات۔

دوم۔ ان مضامین پر لیکچر دینے کے لئے آپ نے سالانہ جلسہ 1927ء پر ایسے ایک ہزار فدائیوں کا مطالبہ کیا۔ جو لیکچر دینے کیلئے آگے آئیں تا انہیں مضامین کی تیاری کے لئے ہدایات دی جاسکیں اور وہ لیکچروں کے لئے تیار کئے جاسکیں۔ جلسوں کے اثرات سے قطع نظر صرف یہی بہت بڑا اور غیر معمولی کام تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت

پر روشنی ڈالنے والے ہزار لیکچرار تیار کر دیئے جائیں۔

سوم۔ سیرت النبیؐ پر تقریر کرنے کے لئے آپ نے فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات سب دنیا پر ہیں اس لئے مسلمانوں کے علاوہ وہ لوگ جن کو ابھی تک یہ توفیق تو نہیں ملی کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس تعلق کو محسوس کر سکیں جو آپ کو خدا تعالیٰ کے ساتھ تھا مگر وہ یہ محسوس کرتے ہیں کہ آپ نے اپنی قربانیوں سے بنی نوع انسان پر بہت احسان کئے ہیں وہ بھی اپنے آپ کو پیش کر سکتے ہیں ان کی زبانی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کا ذکر زیادہ دلچسپ اور زیادہ پیارا معلوم ہوگا....''

(الفضل 10 جنوری 1928ء صفحہ 2)

چہارم۔''... سیرت رسولؐ کے موضوع سے وابستگی کا شوق پیدا کرنے کے لئے یہ اعلان کیا گیا کہ جوان جلسوں میں تقریریں کرنے کی تیاری کریں گے اور اپنے مضامین ارسال کریں گے ان میں سے اول، دوم اور سوم پوزیشن حاصل کرنے والوں کو علی الترتیب سو، پچاس اور پچیس روپے کے نقد انعامات بھی دیئے جائیں گے۔''

(الفضل 5 جون 1928ء صفحہ 1)

حضورؓ نے اس عظیم الشان پروگرام کے شایانِ شان جماعت احمدیہ مسلمہ کو تیاری کی طرف بار بار توجہ دلائی اور اس بارے میں کئی اہم مشورے دیئے مثلاً اصل جلسوں کی اہمیت بتانے کے لئے مختلف موقعوں پر مختلف محلوں میں جلسے کریں، جلسہ کی صدارت کے لئے بارسوخ اور سربرآوردہ لوگ منتخب کئے جائیں...''

(الفضل 4 مئی 1928ء صفحہ 7-8)

''اس ضمن میں مشکل ترین کام یہ تھا کہ ملک کے عرض وطول میں تقریر کرنے والے ایک ہزار لیکچرار مہیا اور تیار کئے جائیں۔ شروع شروع میں یہ کام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دفتر کے پرائیویٹ سیکرٹری کے سپرد فرمایا مگر 14 مارچ 1928ء کو اس کی نگرانی... چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم۔اے کے سپرد فرما دی۔''

(رپورٹ مجلس مشاورت 1929 صفحہ 205)

''... حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد پر ادارہ ''الفضل'' نے پانچ روز قبل 12 جون 1928ء کو 72 صفحات پر مشتمل نہایت شاندار ''خاتم النبیینؐ نمبر'' شائع کیا جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اور دوسرے ممتاز بزرگانِ احمدیت وعلماء سلسلہ اور احمدی مستورات کے علاوہ بعض مشہور غیر احمدی زعماء اور غیر مسلم اصحاب کے نہایت بلند پایہ مضامین تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں متعدد نعتیں بھی شامل اشاعت تھیں جن میں سے حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ کا ''سلام بحضور سید الانام'' اور حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کی نظم بعنوان ''پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار'' کو اپنوں اور بیگانوں میں بے حد مقبولیت حاصل ہوئی۔ ''خاتم النبیینؐ نمبر'' سات ہزار چھاپا گیا۔ جو چند روز میں ختم ہو گیا اور چند دوستوں کے اشتیاق پر دوبارہ شائع کیا گیا۔''

(تاریخ احمدیت جلد 6 صفحہ 44-54)

جلسوں کا روح پرور نظارہ: ہندوستان کے طول وعرض میں 17 جون کو نہایت تزک واحتشام سے یوم سیرت النبیؐ منایا گیا اور نہایت شاندار جلسے منعقد کئے گئے۔ ایک ہی سٹیج پر ہر فرقہ کے لوگوں نے سیرت رسولؐ پر تقریریں کیں اور اپنے دلی جذبات کا اظہار کیا۔ مرکز احمدیت قادیان سے قریباً پچاس کے قریب لیکچرار ملک کے مختلف جلسوں میں شامل ہوئے۔ لکھنؤ کے جلسہ سیرتؐ میں حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری کی تقریر کو بہت پسند کیا گیا جس پر اخبار ''مخبر'' اودھ 26 جون 1928ء نے شاندار تبصرہ کیا۔

اپنوں کے علاوہ ہندو، سکھ، عیسائی اور جینی اصحاب نے بھی سیرت رسولؐ کا نہایت احسن رنگ میں ذکر کیا۔ یہ لوگ نہ صرف بخوشی ان جلسوں میں شامل ہوئے بلکہ کئی مقامات پر انہوں نے ان جلسوں کے انعقاد میں بڑی مدد بھی دی۔

(تاریخ احمدیت جلد 6 صفحہ 47-48)

اخبارات کے تبصرے: ان جلسہ ہائے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شاندار کامیابیوں پر اخبارات نے غیر معمولی تبصرے لکھے۔ مثلاً:-

(1) اخبار مشرق گورکھپور (21 جون 1928ء) نے لکھا:-

''ہندوستان میں یہ تاریخ ہمیشہ زندہ رہے گی۔ اس لئے کہ اس تاریخ میں اعلیٰ حضرت آقائے دوجہاں سردارِ کون ومکاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر کسی نہ کسی پیرایہ میں مسلمانوں کے ہر فرقہ نے کیا۔ اور ہر شہر میں یہ کوشش کی گئی کہ اول درجے پر ہمارا شہر رہے... جن اصحاب نے اس موقعہ پر تفرقہ وفتنہ پردازی کے لئے پوسٹر لکھے اور تقریریں لکھ کر ہمارے پاس بھیجیں وہ بہت احمق ہیں جو ہمارے عقیدے سے واقف نہیں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جو شخص لَاإِلٰهَ إلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ پر ایمان رکھے وہ ناجی ہے بہر حال 17 جون کو جلسے کی کامیابی پر ہم امام جماعت احمدیہ جناب مرزا محمود احمد صاحب کو مبارکباد دیتے ہیں اگر شیعہ وسنی اور احمدی اسی طرح سال بھر میں دو چار مرتبہ ایک جگہ جمع ہو جایا کریں گے تو پھر کوئی قوت اسلام کا مقابلہ اس ملک میں نہیں کر سکتی۔''

(بحوالہ الفضل 29 جون 1928ء صفحہ 16)

(2) ''مخبر'' اودھ نے ''انسان اعظم حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر شاندار لیکچر'' اور ''ہندوستان میں جلسے'' کے دوہرے عنوان سے ایک مفصل مضمون شائع کیا جس میں لکھا:-

''دور حاضر... میں جماعت احمدیہ ایک پُرجوش جماعت ہے جس کے زبردست

لیکچروں کی آواز یورپ سے امریکہ تک گونج رہی ہے اور یہ ہر موقع پر معترضین ... کی تسلی کرنے کو آمادہ رہی ہے اس طبقہ نے بحث ومباحثہ کے ضمن میں بہترین خدمات انجام دی ہیں اور علمِ کلام میں جو عظیم الشان تبدیلیاں پیدا کی ہیں ان سے کسی انصاف پسند کو انکار نہیں... جماعت احمدیہ نے اس بات کا بیڑہ اٹھایا کہ 17 جون کو ہندوستان کے ہر حصہ میں مسلمانوں کے عام جلسے کئے جائیں۔ جن میں آنحضرتؐ کی سیرتِ مبارک پر شاندار لیکچروں کا سلسلہ شروع ہوا اور اس میں نہ صرف ہر فرقہ... کے ممتاز افراد شریک ہوں بلکہ غیر مذاہب کے اشخاص کو بھی دعوت دی جائے... 17 جون کو ہندوستان کے مشہور مقامات پر جماعت احمدیہ کے زیر اہتمام شاندار جلسے ہوئے کلکتہ کے جلسہ میں اینگلو انڈین طبقہ کے معزز ممبر ڈاکٹر موریبنو صاحب نے شریک ہوکر اس کے اغراض پر شادمانی کا اظہار کیا۔ بابو بپن چندر پال نے بھی اپنی تقریر میں اس کے مقاصد کو بہترین قرار دیا اور وعدہ کیا کہ وہ اسے کامیاب بنانے میں کوشاں ہوں گے۔ لاہور میں سر عبدالقادر صاحب کے زیر صدارت جلسہ ہوا جس میں پروفیسر بہاری لال اور لالہ امرناتھ صاحب ایڈووکیٹ نے آنحضرتؐ کی خوبیاں بیان کیں...

(بحوالہ الفضل 3 جولائی 1928ء صفحہ: 9)

(3) کلکتہ کے ایک بنگالی اخبار ”سلطان“ 21 جون نے لکھا:-

”جماعت احمدیہ نے 17 جون کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت بیان کرنے کے لئے ہندوستان بھر میں جلسے منعقد کئے ہمیں اطلاعات موصول ہوئی ہیں کہ تقریباً سب جگہ کامیاب جلسے ہوئے اور یہ تو ایک حقیقت ہے کہ اس نواح میں احمدیوں کو ایسی عظیم الشان کامیابی ہوئی ہے کہ اس سے قبل کبھی نہیں ہوئی....“

(بحوالہ الفضل 6 جولائی 1928ء صفحہ: 9)

(4) اخبار ”کشمیری“ لاہور 28 جون 1928ء نے ”17 جون کی شام“ کے عنوان سے یہ تبصرہ شائع کیا: -

”مرزا بشیر الدین محمود احمد جماعت احمدیہ قادیان کے خلیفۃ المسیح کی یہ تجویز کہ 17 جون کو آنحضرتؐ کی پاک سیرت پر ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں لیکچر اور وعظ کئے جائیں باوجود اختلافاتِ عقائد کے نہ صرف مسلمانوں میں یہ مقبول ہوئی بلکہ بے تعصب امن پسند صلح جُو غیر مسلم اصحاب نے 17 جون کے جلسوں میں عملی طور پر حصہ لے کر اپنی پسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ 17 جون کی شام کیسی مبارک شام تھی کہ ہندوستان کے ایک ہزار سے زیادہ مقامات پر بہ یک وقت وبہ یک ساعت ہمارے برگزیدہ رسولؐ کی حیات اقدس ان کی عظمت ان کے احسانات واخلاق اور ان کی سبق آموز تعلیم پر ہندو، مسلمان اور سکھ اپنے اپنے خیالات کا اظہار کررہے تھے۔ اگر اس قسم کے لیکچروں کا سلسلہ برابر جاری رکھا جائے تو مذہبی تنازعات وفسادات کا فوراً انسداد ہو جائے...“

(بحوالہ اخبار الفضل 10 جولائی 1928ء صفحہ: 11)

(5) ”اُردو اخبار“ ناگپور 5 جولائی 1928ء نے ”جماعت احمدیہ کی قابلِ قدر خدمات“ کی سرخی دے کر مندرجہ ذیل نوٹ لکھا:-

”جماعت احمدیہ ایک عرصہ سے جس سرگرمی سے... خدمات بجالا رہی ہے وہ اپنے زریں کارناموں کی بدولت محتاج بیان نہیں ہے... پچھلے دنوں اس کی یہ تحریک کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر 17 جون کو ہندوستان کے ہر مقام پر عام مجمع میں جس میں مسلم وغیر مسلم دونوں شامل ہوں تقریریں کی جائیں اور جس کے لئے اس نے صرف تحریک ہی پیش نہیں کی بلکہ صدہا روپے بھی خرچ کر کے مقررین کے لئے ہزارہا کی تعداد میں لیکچر طبع کرا کر مفت تقسیم کئے... ہم اس شاندار کامیابی پر حضرت امام جماعت احمدیہ مدظلہ، کی خدمت میں دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں اور یقین دلاتے ہیں کہ آپ کی اس مبارک تحریک نے مسلمانوں کے قدیم فرقوں کو ایک مرکز پر کھڑا کر کے اتحاد کا عجیب وغریب سبق دیا ہے۔“ (بحوالہ الفضل 17 جولائی 1928ء صفحہ: 9)

(6) اخبار ”پیشوا“ دہلی 8 جولائی 1928ء نے 17 جون کے جلسوں کی کامیابی پر خوشی اور اس کے مخالفین پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے لکھا:-

”17 جون کو قادیانی جماعت کے زیر اہتمام تمام ہندوستان میں فخرِ کائنات کی سیرت پر ہندوستان کے ہر خیال اور ہر طبقہ کے باشندوں نے لیکچر دیئے اور خوشی کا مقام ہے کہ مسلمان اخبارات نے سوائے زمیندار اور الجمعیت اور الانصار کے متفقہ طور سے ان جلسوں کی کامیابی میں حصہ لیا...“ (بحوالہ الفضل 17 جولائی 1928ء صفحہ 5)

جماعت احمدیہ کے ذریعہ باقاعدہ اور منظّم جلسہ ہائے سیرت النبی کا انعقاد انفرادی اور اجتماعی سطح پر نہایت ہی مفید اور مبارک ثابت ہوا۔ حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے امن وآشتی کے پیام سے باہمی نفرت زائل ہونے لگی اور حقیقت میں یہ احساس اُجاگر ہوا کہ ہمارے اخلاق وکردار کی اصلاح سیرتِ مقدسہ سے وابستہ ہے۔

(بشکریہ ماہنامہ انصاراللہ ربوہ جون 2001ء)

مضمون نگار حضرات سے گزارش

☆ اپنے مضامین کاغذ کے ایک طرف، ایک سطر چھوڑ کر اور دونوں طرف مناسب حاشیہ چھوڑ کر لکھیں۔

☆ قرآن کریم، احادیث اور کتب کے اقتباسات کا حوالہ بھی ضرور لکھا جائے۔

☆ مضامین پر اپنا نام مجلس اور فون نمبر بھی تحریر کر دیا جائے۔ (ادارہ)

آنحضرت صلی ﷺ کے متعلق توہین آمیز فلم کے زہریلے پراپیگنڈہ کا مؤثر علمی جواب

ڈاؤن ٹاؤن ٹورانٹو کے مشہور رائے تھامسن ہال میں جماعتِ احمدیہ کے زیرِ انتظام

''پیغمبرِ خدا حضرت محمد مصطفےٰ ؐ کی تعجب انگیز کہانی'' کے عنوان سے تاریخی و کامیاب سیرت ؐ کانفرنس کا انعقاد

بعض سابقہ و موجودہ صوبائی ممبران اسمبلی سمیت مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد کی شرکت۔ میئر ٹورانٹو اور پریمیئر اونٹاریو کے پیغامات تہنیت

ٹورانٹو (رپورٹنگ: ناصر ونیس برائے احمدیہ پریس / میڈیا ڈیسک۔ اُردو سیکشن)

انسانِ کامل، رحمت العالمین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کے متعلق یو ٹیوب پر ''مسلمانوں کی معصومیت'' نامی بیہودہ فلم کے زہریلے پراپیگنڈے کا مؤثر علمی رنگ میں جواب دینے کی خاطر عالمگیر جماعت احمدیہ نے ''سیرت کانفرنسوں'' کے انعقاد کا عالمگیر سطح پر سلسلہ شروع کیا ہے۔ کینیڈا میں اس سلسلہ کی پہلی سیرت کانفرنس 20 نومبر 2012ء کو ٹورانٹو کے مشہور اور منفرد اسٹائل کے حامل ''رائے تھامسن'' نامی ہال میں آنحضور ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے متعلق ''پیغمبر کی تعجب انگیز کہانی'' کے عنوان سے کامیاب تاریخی سیرت کانفرنس منعقد کی گئی۔

کانفرنس سے قبل سوشل میڈیا کے علاوہ کینیڈا کے بڑے اور اہم ٹی وی اسٹیشن، ریڈیو، اخبارات، سب وے اسٹیشنوں اور ٹی ٹی سی بسوں وغیرہ کے ذریعے کانفرنس کی وسیع تشہیر کی گئی۔ اس نوعیت کی کانفرنس کے انعقاد پر ٹورانٹو شہر کے میئر اور اونٹاریو کے پریمئیر نے بھی اپنے خصوصی پیغامات تہنیت بھجوائے۔

کانفرنس میں اونٹاریو کے بعض سابقہ اور موجودہ ممبران اسمبلی سمیت ہر شعبہ ہائے زندگی کے دو ہزار کے قریب افراد نے شرکت کی۔ جماعت احمدیہ جس کا یہ ماٹو ہے کہ'' محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں''۔ چنانچہ اسی ماٹو کی روشنی میں جماعتِ احمدیہ کا ردِّ عمل توڑ پھوڑ کرنے کی بجائے ہمیشہ یہ رہا ہے کہ آزادیٔ ضمیر اور آزادیٔ صحافت کی آڑ میں آنحضور ﷺ کے خلاف نکالے گئے بغض و عناد میں لتھڑے پراپیگنڈہ کا مؤثر رنگ میں علمی جواب دیا جائے۔

اس کانفرنس میں متذکرہ توہین آمیز فلم میں آنحضور صلعم کی ذات اقدس سے منسوب کئے گئے لغو بہتانات اور جھوٹے واقعات کا نہایت مؤثر انداز اور ایک منفرد طریق سے جواب دیا گیا تھا۔ انسانِ کامل آنحضور ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے مختلف پہلوؤں جیسے عفو، درگذر، غلامی، بیویوں سے حسنِ سلوک وغیرہ کو تقاریر، ویڈیو سلائڈز، نعت و قصیدہ خوانی کے ذریعہ اُجاگر کیا گیا تھا۔ جسے دیکھ اور سن کر ہال میں موجود غیر مسلم حاضرین بے حد متاثر نظر آئے۔

اس کانفرنس میں امریکہ کے معروف مذہبی اسکالر مولانا اظہر حنیف صاحب نے بطور ماڈریٹر فرائض انجام دیئے۔ مولانا مبارک نذیر صاحب مشنری انچارج جماعت احمدیہ کینیڈا اور مولانا نسیم مہدی صاحب مشنری انچارج جماعت احمدیہ امریکہ نے آنحضور ﷺ کی حیاتِ طیبہ پر اہم تقاریر کیں۔ جب کہ فرحان کھوکھر صاحب نے اس کانفرنس کے انعقاد کی وجہ بیان کی۔ درمیان میں مختلف نوجوانوں، بچوں اور بچیوں نے بھی سیرت طیبہ کے مختصر پہلو بیان کئے اور قصیدہ اور نعت پڑھی۔

آخر میں جماعت احمدیہ کینیڈا کے امیر ملک لال خان صاحب نے اختتامی کلمات کہے اور حاضرین کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا۔

ساڑھے چھ بجے سے تقریباً نو بجے تک کارروائی کو انٹرنیٹ کے ذریعہ براہِ راست نشر کیا گیا۔ اس طرح دنیا بھر میں ان گنت افراد نے انٹرنیٹ کی سہولت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کانفرنس کو براہِ راست دیکھا۔ اس کانفرنس کے جملہ انتظامات کے لئے سینکڑوں رضا کاروں نے رجسٹریشن، کھانے، کتابوں کے اسٹال، علمی نمائش اور حفاظتی انتظامات نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیئے۔ اس کانفرنس کی ویڈیو انٹرنیٹ پر بھی دستیاب ہے۔

جماعت احمدیہ کے زیرِ انتظام اس طرح کی کانفرنسوں کا انعقاد کینیڈا کے بعض دیگر اہم شہروں میں بھی کیا جارہا ہے۔

(نوٹ:۔ اِس اُردو رپورٹ کو بطور پریس ریلیز ٹورانٹو سے شائع ہونیوالے اردو زبان کے اخبارات کو بھی بھجوایا گیا جسے سات اردو اخبارات نے تصاویر کیساتھ نمایاں طور پر شائع کیا۔ جزاءکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء)

بانیِ اسلام ﷺ کے متعلق نازیبا کلمات.... پاکستانی وزیرِ خارجہ (سر محمد ظفر اللہ خان) کا شدید احتجاج

احمدیوں پر "توہینِ رسالت ﷺ" جیسے جھوٹے اور مکروہ الزام کی قلعی کھولنے والی دستاویزی گواہی

﴿نیویارک ٹی وی پروگرام میں یو این او کے اسسٹنٹ سیکرٹری جنرل کی طرف سے پیغمبرِ اسلام کی توہین   بحوالہ اخبار "سول اینڈ ملٹری گزٹ" لاہور۔20 اکتوبر1950ء﴾

احمدیوں پر آئے روز ہتکِ رسولؐ جیسے جھوٹے بہتانات لگا کر معصوم احمدیوں کو توہینِ رسالت کے جھوٹے مقدمات میں ملوث کرنے کی خبریں آتی رہتی ہیں۔ پاکستان میں بے شمار احمدیوں کو ایسے مقدمات میں ظالمانہ فیصلے سنا کر پابند سلاسل کیا جا چکا ہے۔

گذشتہ دنوں جب 20 نومبر کو ٹورانٹو کے مشہور و معروف "رائے تھامسن" نامی ہال میں جماعت احمدیہ کی طرف سے گستاخانہ فلم کے جواب میں سیرت کانفرنس کے انعقاد کی پبلسٹی جاری تھی، تو ایک مقامی اُردو ریڈیو چینل پر اسے بھی اسلام کے خلاف "سازش" قرار دیا گیا۔ زیرِ نظر دستاویزی شہادت اس قسم کے افتراء کا گویا منہ توڑ جواب ہے۔

THE CIVIL & MILITARY GAZETTE
FRIDAY OCTOBER 20 1950

ZAFRULLA REPENTS REFERENCE TO "MOHAMMAD & MOUNTAIN" STORY

UN Assistant Secretary-General apologises

NEW YORK, Oct. 19 (APP)—On September 24, Pakistan's Foreign Minister, Sir Mohammad Zafrulla Khan, witnessed a television programme called 'The People's Platform", the speakers being Mr. Ely Culbertson, the noted bridge player, and Mr. Benjamin Cohen, Assistant Secretary-General, United Nations.

Mr. Culbertson, talking of the U.N. success, said that in certain respects the U.N. had travelled to his point of view and not he to the U.N.

To this Mr. Cohen replied: "Like Mohammed going to the mountain when the mountain would not come to him."

Pakistan's Foreign Minister, in a letter to the Secretary-General of the U.N., protested against this statement and labelled it as calumnious and deeply offensive to Muslim sentiment, specially when it came from a high, responsible and enlightened dignitary of the greatest international organisation, claiming to represent the conscience of the civilised world.

The letter further pointed out that there was not the slightest foundation for the alleged incident on which the saying—which has almost become a proverb in the West—has been based.

Sir Mohammad made it clear in his letter that Islam taught respect and reverence of all the prophets, and the offence against Muslim sentiment by the utterance of Mr. Cohen, though committed inadvertently, was grevious.

Mr. Cohen, in his reply, assured the Foreign Minister that, as already anticipated by him, (Sir Mohammad Zafrulla Khan), it was not his intention to cause offence to Muslims whose lofty religious spirit he fully honoured and respected.

Mr. Cohen also profusely apologised and thanked the Foreign Minister for dispelling his ignorance and offered to correct the unfortunate effect of his quotation in the next television programme.

(اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ کا عکس)

نیویارک 19 اکتوبر (اے پی پی) 24 ستمبر 1950ء کو پاکستان کے وزیر خارجہ چودھری محمد ظفر اللہ خان نے ایک ٹیلی ویژن پروگرام موسومہ "عوامی پلیٹ فارم" ملاحظہ فرمایا۔ جن لوگوں نے اس پروگرام میں حصّہ لیا۔ ان میں ایلی کلبرٹسن اور مسٹر بی انجامن کوہن اسٹنٹ سیکرٹری جنرل اقوام متحدہ شامل تھے۔ اس پروگرام میں اقوام متحدہ کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر کلبرٹسن نے کہا:- "..... بعض معاملات میں اقوام متحدہ میرے نظریات تک پہنچی ہے۔ میں اس تک نہیں گیا" اس کے جواب میں مسٹر کوہن نے کہا:

"(حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرح جو پہاڑ اپنی سمت آتا نہ دیکھ کر خود اس کی جانب بڑھے تھے..."

پاکستان کے وزیر خارجہ چودھری محمد ظفر اللہ خان نے مسٹر کوہن کے اس بیان کے خلاف احتجاج کیا ہے اس سلسلہ میں انہوں نے اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کو ایک مکتوب ارسال کیا ہے۔ جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ:

"مسٹر کوہن کا یہ بیان، مسلمانوں کے جذبات کو مجروح اور انہیں مشتعل کرنے کا موجب ہوا ہے۔ خصوصاً ایسی صورت میں جب کہ یہ بیان دنیا کی سب سے بڑی بین الاقوامی تنظیم (جو مہذب دنیا کی نمائندگی کرتی ہے) کی انتہائی اعلیٰ اور ذمہ دار شخصیت کی طرف سے آیا ہے اس کے اثرات اور بھی زیادہ گہرے اور گھناؤنے ہو سکتے ہیں۔" چودھری صاحب نے اپنے مکتوب میں مزید لکھا ہے کہ:

یہ واقعہ (جس پر مغرب کی مذکورہ بالا ضرب المثل مبنی ہے) کی کوئی بنیاد موجود نہیں ہے۔

اپنے مکتوب میں چودھری صاحب نے اس امر کی وضاحت کی کہ اسلام، تمام انبیاء علیہم السلام کے احترام کی تلقین کرتا ہے اور مسٹر کوہن نے مسلمانوں کے جذبات پر جو حملہ کیا ہے۔ وہ بجا طور پر خطرناک ہے۔

چودھری صاحب کے مکتوب کے جواب میں مسٹر کوہن نے انہیں یقین دلایا ہے کہ ان کا مقصد مسلمانوں کے جذبات پر حملہ نہ تھا۔ انہوں نے کہا کہ وہ مسلمانوں کے مذہبی جذبات کی قدر اور احترام کرتے ہیں۔ مسٹر کوہن نے پاکستان کے وزیر خارجہ سے معذرت ظاہر کی ہے۔ اور اُن کا شکریہ ادا کیا ہے کہ انہوں نے انہیں (مسٹر کوہن) کو صحیح راستہ بتایا ہے۔

مسٹر کوہن نے یہ پیش کش کی ہے کہ ٹیلی ویژن کے کسی اگلے پروگرام میں وہ اس اقتباس کی تصحیح کر دیں گے۔

تجزیاتی تعاقب

''قدیریات''-- اور -- گُل افشانیاں!

ناصر احمد وینس

ایک عدالت میں طلاق کا مقدّمہ پیش ہوا۔ عدالت نے گواہ سے پوچھا:

''جب میاں بیوی کا جھگڑا ہو رہا تھا تو تم اُس وقت کہاں تھے؟'' گواہ نے جواب دیا:

''جناب میں عین **موقعِ واردات** پر موجود تھا!'' عدالت حیران ہو کر: ''کیا مطلب.....؟''

گواہ: ''جناب میں پنڈت ہوں اور اُس وقت شادی کی رسومات انجام دے رہا تھا....!!''

شادی کی رسومات کو بھی ''موقعِ واردات'' سمجھ کر گواہیاں دینے والے گواہ، ہمارے روزمرہ مشاہدات کا حصہ ہیں ان میں کچھ گواہ تو فقط پیسوں کیلئے جھوٹی گواہیاں دے دیتے ہیں۔ تاہم کچھ لوگ اس قماش کے بھی پائے جاتے ہیں کہ ان کے پاس ''کالے دھن'' کی تو کوئی کمی نہیں ہوتی۔ البتہ خودنمائی کا مرض اُن میں اس قدر شدّت اختیار کر لیتا ہے کہ خود کو میڈیا میں ان رکھنے کی خاطر وہ بے سروپا بیانات اور کذب وریا کو بھی کوئی عار نہیں سمجھتے۔ دراصل سستی شہرت کی خاطر ان کے مرضِ خودنمائی کی کیفیت بقول شخصے کچھ اس شعر کے مصداق ہو چکی ہوتی ہے کہ۔

محفل میں میری سمت کوئی دیکھتا نہیں
وعلیکم سلام کہے جا رہا ہوں میں!

ایسے ہی افراد میں ایک صاحب ڈاکٹر عبدالقدیر خان بھی ہیں۔ جنہوں نے پاکستان کے ایٹمی راز پیسوں کے لالچ میں بعض غیر ایٹمی ملکوں کو بیچ کر خوب ''نام'' کمایا۔ پیشتر ازیں موصوف بعض صحافیوں کو بھاری رقوم کے عوض اپنے حق میں ان سے قصیدے بھی لکھواتے رہے ہیں۔ مثلاً معروف صحافی زاہد ملک (ایڈیٹر ''حرمت'') سے انہوں نے اپنی شان میں ایک کتاب بعنوان: ''ڈاکٹر عبدالقدیر خان'' بھی لکھوائی جسکا تذکرہ اخبارات کی زینت بن چکا ہے۔ آجکل خود بھی اخباری کالم لکھنے یا (حسبِ عادت پیسے دیکر) اپنے نام سے لکھوانے میں کافی طاق ہو چکے ہیں۔ گذشتہ دنوں جیو ٹی وی چینل کے ایک چرب زبان مذہبی اداکار اور اپنی جعلی ڈاکٹریٹ ڈگری نیز ٹی وی پروگرام کی وقفہ کے دوران ریکارڈ کر لی جانے والی انتہائی لچر گفتگو کے منظرِ عام پر آجانے کے لحاظ سے بدنامِ زمانہ شخص عامر لیاقت حسین کے پروگرام میں احمدیوں کے متعلق نہایت مضحکہ خیز گُل افشانی کی۔ تا کہ احمدیوں کے متعلق آجکل کے مروّجہ فیشن کے مطابق جھوٹ اُگل کر عوام الناس میں اپنی کچھ بلّے بلّے کروالی جائے۔ نیز شائد اس طرح غیر قانونی ایٹمی سیاہ دھندے سے دامن پہ لگے داغ کسی طور دھل سکیں...!

ذیل میں ابلاغیات، شماریات، اقتصادیات یا اقبالیات جیسی اصطلاحات کے وزن پر موصوف کی احمدیوں کی بابت گُل افشانی اور یاوہ گوئی کو ''قدیریات'' کا نام دیتے ہوئے اس کا قلمی تجزیہ پیش ہے۔ علماءِ اخلاقیات کے نزدیک ''عزت'' کی تین اقسام ہیں۔ کچھ لوگ عزت لیکر پیدا ہوتے ہیں کچھ اپنی محنت سے عزت کماتے ہیں اور کچھ پر حالات کی نزاکت عزت کا بوجھ ان کے کاندھوں پر ڈال دیتی ہے۔ تاہم آخر الذکر لوگوں سے عزت ہضم نہیں ہو پاتی اور وہ کندھے اچکا اچکا کر یہ ''بوجھ'' ہلکا کرنے کی سعی لاحاصل کرتے رہتے ہیں۔

ڈاکٹر عبدالقدیر نے عامر لیاقت حسین کے پروگرام میں اپنی ''قدیریات'' کی شیخی بگارتے ہوئے کہا:-

''ہم بھوپال کے رہنے والوں کو دو باتوں پر فخر ہے۔

(1)۔ ہم میں آج تک کوئی غدّار پیدا نہیں ہوا۔

(2) ۔ نیز ہم میں آج تک کوئی قادیانی بھی پیدا نہیں ہوا۔''

قدیریات کی مندرجہ بالا دونوں شیخیوں میں پہلی کا تجزیہ قدرے تفصیل طلب ہے۔ اسکا ذکر آگے چل کر کیا جائے گا۔ پہلے ذرا ''دونمبری'' گُل افشانی کا قلمی پوسٹ مارٹم ہو جائے۔ اس دونمبری گُل افشانی کا جواب بالکل سیدھا سادہ سا ہے کہ کیا ڈاکٹر موصوف نے یہ بات منہ سے اُگلنے سے قبل واقعی اِس امر کی تحقیق وتسلّی کر لی تھی کہ بھوپال میں کوئی قادیانی (احمدی) پیدا نہیں ہوا؟ یا پھر محض فیشن کے طور پر افرادِ جماعتِ احمدیہ کے خلاف اس خلافِ حقیقت بات کی منہ سے جگالی کر کے فقط سستی شہرت کا تمغہ سجانا مقصود تھا...؟!

ڈاکٹر قدیر اپنی ''قدیریات'' (کالموں) میں ماضی و حال کے معروف شعراء کے اشعار بھی بکثرت درج کرتے رہتے ہیں۔ ''چاند چہرہ ستارہ آنکھیں'' نامی شعری دیوان جسے مشہور'' آدم جی'' ادبی ایوارڈ بھی ملا تھا کے خالق، نیز اسی شاعر کی ایک اور شعری کاوش ''ویران سرائے کا دیا''، مزید براں کسی زمانے میں پی ٹی وی سے ''کسوٹی'' نامی ادبی پروگرام کے پروڈیوسر جناب عبیداللہ علیم مرحوم کا نام یقیناً سنا ہوگا۔ ڈاکٹر کو اپنے منہ سے اتنی بڑی مضحکہ خیز ناگفتنی چھوڑنے سے قبل کنفرم کر لینا چاہیئے تھا کہ عبیداللہ علیم بھی ایک سکہّ بند اور احمدیت کیلئے غیرت رکھنے والے احمدی شاعر تھے۔ انہیں پی ٹی وی کے کسوٹی نامی ادبی پروگرام کی میزبانی سے صرف اور صرف اپنے احمدی ہونے کی پاداش میں ہی تو استعفٰی دینا پڑا تھا۔ عبیداللہ علیم کی جنم بھومی بھی بھوپال تھی۔ جسکی سرزمین پر وہ 12 جون 1939ء کو رحمت اللہ بٹ (احمدی) کے ہاں پیدا ہوئے۔ وہ بھی ڈاکٹر قدیر کی طرح قیامِ پاکستان کے بعد اپنے والدین کے ہمراہ بھوپال سے ہجرت کر کے سیالکوٹ اور پھر کراچی آگئے تھے۔ اگر مزید تحقیق کی جائے تو یقیناً کئی اور بھی احمدی افراد بھوپال سے ہی نکل آئیں گے۔ یوں تو

عبیداللہ علیم کا معروف نام ہی اس شیخی کے غبارے سے ہوا نکال دینے کیلئے کافی ہے۔تا ہم اگر ڈاکٹر موصوف کے اندر رتی بھر بھی مردانگی اور دیانت و شرافت کا مادہ قلب وضمیر کے کسی کونے کھدرے میں بھی خوابیدہ ہوا تو اس حقیقتِ حال سے آ گہی کے بعد یقیناً اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی ناگفتنی کو معذرت کیساتھ واپس لینے کا اعلان کر دینگے۔لیکن اگر وہ ایسا نہیں کرتے اور جسکی امید بھی موہوم ہے تو پھر:

☆ بکاؤ صحافیوں کو ''لفافے کی چمک'' دکھا کر اُن سے اپنی شان میں جھوٹے قصیدے اور ''محسنِ پاکستان'' کا دُم چھلا اپنے نام کیساتھ لگوانے والے....

☆ پاکستان کے ایٹمی پروگرام میں بنیادی نوعیت کا ہوم ورک مکمل کرنے والے بیسیوں دیگر قابل ایٹمی سائنسدانوں کی مساعی جلیلہ کا بھی تمام تر کریڈٹ اپنی تنہا ذات سے وابستہ کر لینے والے.....

☆ ہالینڈ کی فرم میں ملازمت کے دوران کمپنی کے اعتماد و بھروسے کا تیا پانچہ کرتے ہوئے ایٹمی ڈرائنگز چوری کر لینے والے اور بذریعہ عدالت مجرم قرار پانے والے.....

☆ پاکستان کی کہوٹہ لیبارٹری سے ایٹمی ڈیوائسز کی بلیک مارکیٹ میں سمگلنگ جیسے مکروہ دھندے میں ملوث ہو کر قومی جرم کا ارتکاب کرنے اور یوں پاکستان کی نیک نامی، وقار اور اصول پسندی کا جنازہ نکال دینے والے....

......الغرض ایک سازشی اور کریمینل ذہن کے حامل شخص نے اپنے گریبان میں جھانکتے ہوئے اپنی اداؤں پر غور نہ کیا تو پھر اپنے کالموں میں دوسروں کو اخلاقیات کا درس دینے والے اس ''معلّمِ اخلاق'' کے ظرف کی بابت بھوپال ہی کے ایک شاعر مُحسن بھوپالی کے یہ اشعار زبانِ حال سے یہ اعلان کرتے سنائی دیں گے کہ ۔

جاہل کو اگر جُہل کا انعام دیا جائے
اس حادثۂ وقت کو کیا نام دیا جائے
مے خانہ کی توہین ہے رندوں کی ہتک ہے
کم ظرف کے ہاتھوں میں اگر جام دیا جائے

غدّار---- اور---- بھوپال

اب ''قدیریات'' کے دعویٰ نمبر ایک کا تجزیہ پیش کیا جاتا ہے۔جسمیں ڈاکٹر نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ:-

''ہم بھوپالیوں کو فخر ہے کہ بھوپال میں کوئی غدّار پیدا نہیں ہوا''۔

اپنے انٹرویو میں ایک ہی سانس میں دو باتیں کہہ کر ڈاکٹر قدیر نے بین السطور در اصل احمدیوں پر یہ تہمت لگانے کی کوشش کی ہے کہ احمدی ''غدّار'' ہیں اسی لئے وہاں کوئی احمدی بھی پیدا نہیں ہوا۔

غدّار کون؟!

تاریخ کی منہ بولتی حقیقتیں بعض افراد کیساتھ نہایت عجیب وغریب قسم کا مذاق کرتی ہیں۔احمدیوں پر غدّاری کی تہمت لگانے والے اِسی بھوپالی ڈاکٹر قدیؔر پر ایٹمی ڈیوائس کی بیرونِ پاکستان سمگلنگ کے جرم میں سابق صدر پاکستان اور فوج کے سربراہ جنرل پرویز مشرف نے ان پر پاکستان سے غدّاری کا الزام لگایا تھا۔ نیز سمگلنگ کے ذریعہ کالا دھن بنانے اور مالی بدعنوانیوں کا بھی ذمہ دار ٹھہرایا تھا۔ جنرل پرویز مشرف کی کتاب **''اِن دی لائن آف فائر''** میں ڈاکٹر قدیر کی محض پیسوں کیلئے ملکی وقومی مفاد سے بیوفائی کی تفصیل موجود ہے۔

جب ڈاکٹر کا غیر قانونی دھندہ اور جرم پکڑا گیا اور بین الاقوامی سطح پر ڈاکٹر قدیر کے خفیہ سمگلنگ نیٹ ورک نے پاکستان کو خطرناک پوزیشن پر لا کھڑا کیا تو یکا یک 4 فروری 2004ء کی شام کو پاکستان ٹی وی سکرین پر ڈاکٹر عبدالقدیر خان (جنہیں پاکستان کے احراری ملاؤں کے اہلِ قلم گماشتے قائد اعظم کے اکلوتے معنوی ''فرزند''، ''محسنِ پاکستان''، ''ہیرو'' اور نہ جانے کیا کیا خطابات دیکر تعریف وتوصیف میں زمین وآسمان کے قلابے ملا رہے تھے) اترے ہوئے چہرے کیساتھ نمودار ہوئے۔اور پھر اپنا یہ اقبالی بیان پڑھ کر پوری قوم کا سر شرم سے جھکاتے ہوئے قوم پر سکتہ طاری کر دیا کہ:-

''میں ان ثبوتوں اور نتائج کی روشنی میں رضا کارانہ طور پر تسلیم کرتا ہوں اور قوم سے غیر مشروط معافی مانگتا ہوں کہ میں ایسی سرگرمیوں میں (یعنی ایران، لیبیا اور شمالی کوریا کو ایٹمی ٹیکنالوجی سمگل کرنے کی سازش---- ناقل) غیر قانونی طور پر ملوث رہا ہوں۔''

(روزنامہ ''ڈان'' لاہور، 5 فروری 2004ء صفحہ:6)

اس تہلکہ انگیز بیان نے پوری دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ڈاکٹر قدیر کے اس جُرم پر مشہور امریکی رسالے ''ٹائم'' کی شہ سرخی تھی:

The Merchant of Menace A.Q.Khan. The Most dangerous nucler Trafficor.

''ڈاکٹر اے کیو خان: دھمکی آمیز ناجائز ایٹمی دھندے کا خطرناک ترین بیوپاری''

ڈاکٹر قدیر نے پہلے تو پی ٹی وی پر آ کر اپنے جھوٹ کا اقرار کیا اور اب اِک نیا

جھوٹ یہ گھڑ رہے ہیں کہ مجھ سے جھوٹا بیان ٹی وی پر نشر کروایا گیا۔ جو میں نے صرف "ملکی مفاد" میں دیا تھا۔ سوال یہ ہے کہ اگر وہ بیان ملکی مفاد میں ہی دیا تھا تو ملکی مفاد کا تقاضہ تھا کہ اس پر تاحیات خاموش رہتے۔ لیکن اب یہ اُسی ملکی مفاد کو اپنی ذات پر قربان کرتے ہوئے دوبارہ ملکی مفاد سے غدّاری کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ حقیقتِ حال یہ ہے کہ عبدالقدیر کا غیر قانونی نیٹ ورک ایسا تھا کہ کبھی بھی امریکہ نے پاکستان کو عالمی سطح پر تنہا کرنے کی کوشش کی تو صرف یہی ایک بات پاکستان پر عالمی پابندیاں لگانے کیلئے کافی ہوگی۔ جس وقت ڈاکٹر قدیر نے ٹی وی پر اپنے جرم کا اقرار کیا تھا تو اخبار جنگ کے مشہور کالم نگار ارشاد احمد حقانی مرحوم نے اپنے کالم "حرفِ تمنا" میں لکھا تھا کہ:-

"ڈاکٹر صاحب نے اپنی اس حرکت سے پاکستان کو انتہائی خطرے سے دوچار کر دیا ہے۔"

اسی طرح پاک فوج کے سابق سربراہ جنرل مرزا اسلم بیگ نے کہا کہ:-

"ڈاکٹر عبدالقدیر خان کے بارے میں ثبوت مل گیا ہے۔ اس سے پاکستانی قوم جوان کو اپنا ہیرو سمجھتی ہے اور جو لوگ ان سے پیار کرتے ہیں ان کو بڑا دکھ ہوگا یہی ان کے لئے سزا ہے" (بحوالہ: روزنامہ ڈان 5 فروری 2004ء صفحہ 6)

ایک اور مشہور صحافی نذیر ناجی نے 18 ستمبر 2012ء کو پی ٹی وی چینل پر ڈاکٹر قدیر کی سازشوں سے پردہ ہٹایا ہے۔ ان کے نزدیک عبدالقدیر خان پرلے درجے کا بے اصول، لالچی اور سازشی کردار ہے۔ جو پہلے قوم کے خون پسینے کی کمائی ضائع کرتا رہا۔ قوم نے اسے بہت کچھ دیا۔ لیکن اس نے یہ ظاہر کیا کہ اس نے اکیلے ہی چاغی کے پہاڑ پر ایٹمی دھماکے کے تجربے کیلئے سارا کام کیا۔ جبکہ اسے دیگر سائنسدانوں کی ٹیم کی طرف سے آخر پر دعوت دی گئی کہ اب آکر تجربہ دیکھ لو۔ دیگر سائنسدانوں کی خدمات کو پس پشت ڈالنا بھی سازش کا حصہ ہے۔ نذیر ناجی نے بتایا کہ ڈاکٹر قدیر شُہرت کا بھوکا آدمی ہے اور اخلاق لحاظ سے ہرگز پاکستان کا ہیرو کہلانے کا حق دار نہیں۔ آنے والا مؤرخ جب ایٹمی توانائی کی تاریخ لکھے گا تو وہ ان لوگوں کا ذکر کرے گا۔ جنہوں نے ملک کی خاطر پس پشت رہ کر کام کیا۔ لیکن ان سب کو دائیں بازو کے سیاستدانوں، جنرل ضیاء الحق کی حکومت اور جماعت اسلامی نے گمنام اور بے نام کرنے کیلئے پسِ منظر کی تاریکی میں دھکیل دیا اور اپنے مذموم مقاصد کیلئے عبدالقدیر خان کو "فادر آف ایٹم بم" ڈیکلئیر کیا۔

حال ہی میں عبدالقدیر کے مبینہ نیٹ ورک کے تین سوئس باشندوں کو ہالینڈ کی عدالت نے 2 سے 4 سال قید کی سزا سنائی ہے۔ یہ لوگ یورینیم کو افزودہ کرنے والے سینٹری فیوجز بناتے تھے۔ اور پھر آگے ڈاکٹر قدیر کے مبینہ گروپ سے دوستانہ روابط قائم کر کے اسکی توسط سے سینٹری فیوجز کے حصے ایران، شمالی کوریا اور لیبیا کو سمگل کرتے تھے۔

بھوپال کا ایک اور "غدّار"

یہاں بھوپال کے ایک اور مگر نہایت اہم ترین غدّار کا تذکرہ بھی یقیناً خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔

"قدیریات" کے پس منظر یعنی ڈاکٹر قدیر کی ذہنیت کی روشنی میں بھوپال کی اس اہم اور مشہور شخصیت نے نہ صرف ریاست بھوپال سے غدّاری کی بلکہ اسلامیانِ ہند کیساتھ بھی بالواسطہ غدّاری کی مُرتکب ٹھہری۔ یہ مشہور شخصیت تھی سر حمید اللہ خان والیٔ بھوپال.....!!

سوال یہ ہے کہ والیٔ بھوپال نے اپنی ہی ریاست، رعایا اور اسلامیانِ ہند کیساتھ کیا غدّاری کی؟

جواب اس کا یہ ہے کہ انہوں نے تقسیم پاک و ہند کے موقع پر چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں کو جو نہایت پکے احمدی تھے (جبکہ بطور احمدی، ڈاکٹر قدیر کی دانست میں "غدار" ٹھہرے) کو نہ صرف اپنا قانونی مشیر مقرر کیا۔ بلکہ اِس خواہش کا اظہار بھی کیا کہ وہ ان کے نواسے شہر یار (شہزادی عابدہ سلطان آف بھوپال کے صاحبزادے) کو اپنے بچے کی طرح اپنی تربیت میں لے لیں۔ اس ضمن میں ذیل میں شہزادی عابدہ سلطان کے ایک طبع شدہ انٹرویو کا ایک اقتباس پیش ہے۔

یہ انٹرویو چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کی وفات یکم ستمبر 1985ء کے موقع پر جماعت احمدیہ کی ایک ذیلی تنظیم مجلسِ انصار اللہ پاکستان کے ترجمان جریدہ ماہنامہ انصار اللہ کے خصوصی نمبر میں شائع ہوا تھا۔ نواب حمید اللہ خان والیٔ بھوپال کی صاحبزادی شہزادی عابدہ سلطان صاحبہ جریدہ مذکور کے پینل کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے فرماتی ہیں:-

شہزادی عابدہ سلطان آف بھوپال کا بیان

سوال: آپکے والد (نواب بھوپال) کے چوہدری ظفر اللہ خاں کے ساتھ کیسے مراسم تھے اور چوہدری صاحب نے ان کے قانونی مشیر کی حیثیت سے کیسی خدمات سرانجام دیں؟

جواب: .... نواب بھوپال چودھری صاحب پر بے حد اعتماد کرتے تھے۔ اور ان کا تعلق ایسا تھا جیسا بڑے بھائی سے ہوتا ہے۔ وہ چوہدری ظفر اللہ خاں کی اعلیٰ شخصیت سے بے حد متاثر تھے۔ ان کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ سر ظفر اللہ خاں جیسے عظیم انسان شہر یار (شہزادی صاحبہ کے صاحبزادے) کو اپنے بچے کی طرح زیرِ تربیت لے لیں تو یہ اسکی بڑی خوش نصیبی ہوگی۔ انہوں نے اپنی اس خواہش کا مجھ سے ذکر بھی کیا۔ لیکن سر ظفر اللہ خاں کے لئے یہ کیسے ممکن ہو سکتا تھا۔ وہ تو قیامِ پاکستان کی جدوجہد میں بے حد مصروف تھے۔ ان کے بھوپال کے ایڈوائزر ہونے کا اصل مقصد بھی یہی تھا کہ وہ نواب صاحب کے ساتھ مل کر حصولِ پاکستان کی جدوجہد میں اندرونی طور پر خدمات سرانجام دیں۔ اور اسطرح پاکستان اور بھوپال کے مشترکہ مفادات کی حفاظت کے سلسلہ میں قانونی اقدامات بروئے کار لائے جائیں۔

سوال: ..... چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں جیسے قانون دان کو بھوپال میں مشیر مقرر کرنے کی کیوں ضرورت پیش آئی؟

جواب: اگر پاکستان اور بھوپال کے مشترکہ مفادات کی حفاظت کا مسئلہ درپیش نہ ہوتا تو سر ظفر اللہ خاں جیسے عظیم اور لائق انسان کو بھوپال کی ریاست میں ایڈوائزر مقرر کرنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا۔

جس عظیم انسان نے قانون کے میدان میں عالمگیر شہرت حاصل کی اور یونائیٹڈ نیشنز میں اقوام عالم کی سربراہی کا فریضہ ادا کیا اسے کیا ضرورت پڑی تھی کہ وہ بھوپال کی ریاست میں ایڈوائزر رہتا۔

مقصد ایک ہی تھا کہ مطالبہ پاکستان کے خلاف جو قانونی گتھیں نکالی جاتی ہیں۔ سر ظفر اللہ خاں اپنی غیر معمولی قانونی دسترس کے بل پر ان کا توڑ کریں یہ کام چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں نے بڑے خلوص اور بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیا۔

اُس زمانہ میں میرے والد صاحب چیمبر آف پرنسز کے چانسلر تھے۔ اس حیثیت میں جملہ والیانِ ریاست کی طرف سے ان کے کندھوں پر بہت بڑی ذمہ داری عائد تھی۔ نواب آف بھوپال پاکستان کے زبردست حامی تھے۔ اور ان کی پوری کوشش یہ تھی کہ یہ زیادہ سے زیادہ علاقہ پاکستان میں آ جائے۔ اس سلسلہ میں سر ظفر اللہ خاں صاحب نے ان کے ایڈوائزر کے طور پر بہت اہم خدمات سرانجام دیں۔ بھوپال جو اتنا زیادہ پاکستان کے لئے کام کر رہا تھا وسطی ہندوستان میں ہونے کی وجہ سے اس کا پاکستان سے رابطہ نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لئے بھوپال رہ گیا۔ مگر جونا گڑھ کا الحاق ہو سکتا تھا۔ تو چوہدری سر ظفر اللہ خاں نے اس معاملہ میں جو محنت کی اور والیانِ ریاست کی راہنمائی کرتے ہوئے انہوں نے جو کوشش کی اور تعلقات قائم کئے اسکی نظیر ملنا مشکل ہے۔"

ڈاکٹر عبدالقدیر کو اگر بھوپال کی تاریخ اور پاکستان کے قیام میں والیٔ ریاست سر حمید اللہ خاں اور ان کے قانونی مشیر چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں کی کوششوں کا علم نہیں تو اپنے بھوپالی ہونے پر کیسا فخر...؟! جو اپنے وطن کے محسنوں تک سے واقف نہ ہو تو جہاں اُسکی کم علمی کا ماتم کرنے کو جی چاہتا ہے وہاں سب پر یہ حقیقت بھی آشکار ہو جانی چاہئے کہ جو احسان شناس نہیں وہ قابلِ اعتبار بھی نہیں۔

غدّاروں کی قطار!

"قدیریات" کے نام نہاد معیار کی کسوٹی پر تو بانیٔ پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح بھی حصولِ پاکستان کے باوجود "غدّاری" کے مرتکب ٹھہرتے ہیں۔ وجہ یہ کہ انہوں نے بھی سر محمد ظفر اللہ خاں کو بھوپال سے بلوا کر پاکستان کا اوّلین وزیرِ خارجہ نامزد کیا تھا۔ مزید براں چوہدری صاحب نے یو این او کے پلیٹ فارم سے اپنی خداداد صلاحیتوں کے بل بوتے پر شمالی افریقہ کی نصف درجن کے قریب اسلامی ریاستوں کو نوآبادیاتی استعماری پنجے سے آزادی دلوائی جسکے اظہارِ تشکر کیلئے مراکش، اردن، مصر سمیت کئی مسلم عرب ملکوں کی طرف سے چوہدری صاحب کو اعلیٰ ملکی اعزازات بھی پیش کئے گئے۔ سعودی عرب کے شاہ فیصل مرحوم نے تو شاہی مہمان کی حیثیت سے چوہدری صاحب کو عمرہ اور حج بھی کروایا۔ حتیٰ کہ چوہدری صاحب کیلئے شاہ فیصل نے حرم کا مقفل دروازہ خصوصی طور پر کھلوایا جہاں چوہدری صاحب نے شکرانے کے نوافل بھی ادا کئے تھے۔ ڈاکٹر عبدالقدیر میں اگر جرأتِ رندانہ ہے تو اس نامور احمدی "غدار" کو اتنے اعزازات پیش کرنے پر قائد اعظم سمیت، مذکورہ بالا تمام عرب سربراہوں پر بھی "غدارانِ ملت" کا فتویٰ صادر کر دے۔! فیض احمد فیض یقیناً ایسے ہی لوگوں کی بابت خدا سے یہ دعا مانگنے پر مجبور ہوئے تھے کہ ؎

جن کا دیں ہے پیرویٔ کذب وریا
اُن کو ہمتِ کفر ملے جرأتِ تحقیق ملے!

کِذب وریاکاری میں امتیازی ترقی!

ڈاکٹر عبدالقدیر نے احمدیوں کے متعلق مندرجہ بالا سفید جھوٹ داغنے کے بعد اب کذب وریا میں انقلابی ترقی فرمائی ہے۔ چنانچہ اپنے غیر قانونی ایٹمی پھیلاؤ والے دھندے کی مانند اب بعض بڑی سیاسی پارٹیوں کے سربراہوں کے متعلق بھی جھوٹ کے میدان میں نت نئے میزائل داغنے شروع کر دیئے ہیں۔ ہاں یہ الگ بات ہے کہ یہاں سے موصوف کو منہ کی کھانی پڑ رہی ہے۔ اور سرکردہ افراد کی طرف سے اینٹ کا جواب پتھر کی شکل میں منہ پر پڑ رہا ہے۔ قارئین کی دلچسپیٔ طبع کیلئے اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ موصوف نے بینظیر بھٹو، نواز شریف اور جنرل (ریٹائرڈ) پرویز مشرف کو ایک ٹی وی انٹرویو میں رگیدتے ہوئے ان پر بھی کچھ الزامات جڑ دیئے۔ مثلاً:

☆ بینظیر بھٹو پر الزام لگایا کہ غیر قانونی ایٹمی پھیلاؤ کیلئے مجھے بینظیر بھٹو نے کہا تھا---

☆ نواز شریف پر الزام لگایا کہ انہوں نے ایٹمی دھماکے کرنے سے انکار کیا۔ لیکن جب میں نے دھمکی دی کہ میں میڈیا میں اسکا اعلانِ عام کر دوں گا تب نواز شریف نے مجھ سے ڈر کر ایٹمی دھماکوں کا اعلان کیا----

☆ جبکہ پرویز مشرف پر تو مسلسل الزام لگایا جا رہا ہے کہ مشرف نے زبردستی میرے منہ سے جھوٹا بیان پی ٹی وی پر نشر کروایا تھا---

ڈاکٹر عبدالقدیر کی اِن گل افشانیوں پر متذکرہ جماعتوں کے ترجمانوں اور پرویز

مشرف کی طرف سے ڈاکٹر عبدالقدیر کے الزامات کا بھرپور تیا پانچہ کیا گیا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ انہی پارٹیوں نے عبدالقدیر کو بانس پر چڑھایا تھا مثلاً کسی زمانے میں اخبار جنگ لاہور کے پہلے صفحہ پر شریف فیملی کی ملکیت ''اتفاق فونڈری'' کی طرف سے جلی حروف میں اعلان نما اشتہار شائع ہوا کرتا تھا جس میں ڈاکٹر عبدالقدیر کیلئے ''عالمِ اسلام کا مایہ ناز ایٹمی سائنسدان'' جیسی قصیدہ خونیوں کے ذریعہ اِس متکبّر ذہن شخص کا دماغ ساتویں آسمان پر پہنچادیا گیا تھا۔ جن کی وجہ سے موصوف نے اکیلے ہی ایٹمی چیمپیئن بننے کے دعوے کرنے شروع کردیئے۔ بہرکیف بینظیر کے متعلق موصوف کا دعویٰ اِس لحاظ سے بھی بناوٹی ثابت ہوجاتا ہے کہ سابق چیف آف سٹاف جنرل مرزا اسلم بیگ کا یہ دعویٰ ریکارڈ پر موجود ہے کہ بینظیر کو تو کبھی کہوٹہ ایٹمی ریسرچ لیبارٹری کے قریب تک پھٹکنے نہیں دیا گیا تھا۔ لیکن اسکی موت کے پانچ سال بعد اسکی قبر پر ڈاکٹر قدیر نے یہ تہمت جڑ دی کہ ایٹمی سمگلنگ کیلئے بینظیر نے ان کے کان میں کانا پھونسی کی تھی... اسی لئے پیپلز پارٹی کے ترجمان فرحت اللہ بابر نے ڈاکٹر قدیر کو آڑے ہاتھوں لیتے ہوئے اسے جھوٹ کا پلندہ قرار دیا ہے۔

بعینہٖ ایسا ہی ردِعمل نواز لیگ کے ترجمان سینٹر پرویز رشید کا سامنے آیا ہے جسمیں انہوں نے کہا ہے کہ ڈاکٹر قدیر کو پھر اپنے گناہوں کی معافی مانگنی چاہیئے۔ ایٹمی دھماکوں کے چودہ سال بعد ایسا دعویٰ مضحکہ خیز اور جھوٹ ہے۔ دونوں جماعتوں کے ترجمانوں کے ردِعمل میں کہا گیا کہ اس قسم کے جھوٹے دعوے کر کے ڈاکٹر قدیر دراصل اپنے غیر قانونی ایٹمی پھیلاؤ والے کردار پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں۔

(بحوالہ ہفت روزہ پاکستان پوسٹ۔ٹورنٹو،20 تا26 ستمبر2012ء)

نواز شریف کے متعلق بھی ڈاکٹر قدیر کے دعویٰ کا بے پینداہونا یوں ثابت ہوجاتا ہے کہ سائنسدانوں کی جس ٹیم نے چاغی کے پہاڑ میں ایٹمی دھماکے کئے تھے اس ٹیم میں ڈاکٹر قدیر شامل ہی نہیں تھے بلکہ اس کے انچارج مشہور سائنسدان ڈاکٹر ثمر مبارک مند تھے، جو کسی زمانے میں پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام کے زیرِ تربیت بھی رہ چکے ہیں۔

اب ذرا جنرل پرویز مشرف کے متعلق ڈاکٹر قدیر کا دلچسپ دعویٰ ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں کہ پرویز مشرف نے ان سے زبردستی دباؤ ڈال کر ٹی وی پر جھوٹا بیان پڑھنے کیلئے کہا تھا۔ جبکہ میں غیر قانونی ایٹمی پھیلاؤ میں قطعاً ملوث نہیں تھا۔ یہ دعویٰ وہ متعدد بار کر چکے ہیں۔ لیکن جیسا کہ اوپر ذکر آچکا ہے کہ اپنے ایک حالیہ بیان میں موصوف نے بینظیر بھٹو کی قبر پر یہ تہمت جڑ دی ہے کہ محترمہ کے احکامات کی روشنی میں ہی انہوں نے لیبیا اور ایران کو ایٹمی ڈیوائسز سمگل کئے تھے۔ وہ جو کہا جاتا ہے کہ جھوٹے آدمی کا حافظہ بھی کمزور ہوجاتا ہے۔ پرویز مشرف کے حوالے سے دعویٰ کر رہے ہیں کہ میں غیر قانونی ایٹمی پھیلاؤ میں ملوث نہیں تھا مجھ سے جھوٹ بلوایا گیا۔ جبکہ بےنظیر صاحبہ کے متعلق فرمارہے ہیں کہ بی بی کے کہنے پر سینٹری فیوجز ایران ولیبیا کو سمگل کئے گئے۔ دونوں باتوں میں زمین آسمان کا تضاد نمایاں ہو کر موصوف کے جھوٹ کی صاف چغلی کھا رہا ہے۔

برسبیل تذکرہ یہاں جنرل پرویز مشرف کے ایک تازہ انٹرویو کا اقتباس پیش ہے جو ڈاکٹر قدیر کی تہہ درتہہ شخصیت کے پروں کے نیچے سے نکلنے والے جھوٹ وریاکاریوں کے چوزوں کی چوں چوں کو نمایاں کرتا دکھائی دیتا ہے۔ جو کہ ہفت روزہ اردو پوسٹ ٹورنٹو میں بایں الفاظ نظر سے گزرا۔

''لاہور (پاکستان پوسٹ) سابق صدر پرویز مشرف نے کہا ہے کہ.... ڈاکٹر عبدالقدیر میڈیا کے ذریعے خبروں میں اِن رہنا چاہتے ہیں۔ یہ میرے سامنے آنسوؤں سے روئے تھے اور یہ مانتے تھے کہ ان سے غلطی ہوئی ہے.... اِن خیالات کا اظہار سابق صدر جنرل (ر) پرویز مشرف نے ایک ٹی وی پروگرام میں کیا۔ پرویز مشرف نے کہا کہ ڈاکٹر عبدالقدیر جھوٹ بول رہے ہیں کہ میں نے انکے پاس کسی کو بھیجا کہ وہ سارے الزامات تسلیم کرلیں۔ اُس وقت تو ایسا ٹائم ہی نہیں تھا، ملک انتہائی بُری صورتحال سے دو چار تھا۔ میں نے ان کو بلوایا اور کہا کہ آپ ہمارے ہیرو ہیں ساری قوم آپکو سر پر بٹھاتی ہے۔ آپ نے یہ کیا کیا۔ جس پر یہ میرے سامنے آنسوؤں سے رونے لگے اور سو فیصد مانا کہ ہاں مجھ سے غلطی ہوئی ہے۔ اب آپ مجھے بچائیں۔ پھر میں نے کہا کہ آپ اپنا بیان ریکارڈ کرائیں پھر دیکھتے ہیں کہ کیا کرنا چاہیئے۔ میں نے ڈاکٹر قدیر کو بچایا۔ ان کو ان کے گھر میں رکھا۔ اگر ہم ایسا نہ کرتے تو دنیا تو یہ کہہ رہی تھی کہ ان پر عالمی عدالت میں مقدّمہ چلانا چاہیئے۔ امریکہ اور یو این او ان کو ٹرائل کرنا چاہتے تھے۔ ڈاکٹر قدیر ناشکرے ہیں۔ یہ اپنی نظر بندی میں بھی جہاں جانا چاہتے تھے ان کو لے جایا جاتا تھا۔ یہ تو کراچی تک گئے ہیں اور کئی بار اسلام آباد بھی گھومے ہیں۔ اب پتہ نہیں اتنے سالوں کے بعد اِن کو کیا ہوگیا ہے اور یہ کیوں ایسی باتیں کرتے ہیں۔ کبھی کچھ کہہ دیتے ہیں تو کبھی کچھ۔ ان کو خاموش رہنا چاہیئے۔ ڈاکٹر قدیر شائد کوئی پولیٹیکل گیم کرنا چاہتے ہیں۔ میڈیا کے ذریعے خبروں میں اِن رہنا چاہتے ہیں۔ میں نے ان کو بچایا ہے۔ اگر میں ان کو سیکیورٹی نہ دیتا تو شائد ان پر حملہ ہوجاتا اور یہ مارے جاتے یا اغواء کر لئے جاتے۔ ایٹمی پھیلاؤ میں پاک فوج کا کوئی عہدیدار شامل نہیں تھا۔ دنیا میں بھلا کبھی کسی سائنسدان نے سیاسی پارٹی بنائی ہے ہماری قوم بہت جذباتی ہے۔ ان کو بتانا پڑتا ہے ڈاکٹر قدیر کا یورینیم کی افزودگی میں بہت اہم رول رہا ہے۔ لیکن افزودہ یورینیم کو بم بنانا ان کو نہیں آتا۔ بم بنانے والے اور اسکا میکانیزم بنانے والے اور لوگ تھے جن کو یہ ہمارے سامنے گالیاں بھی نکال دیا کرتے تھے۔ اب خدا کا شکر ہے ہمارے پاس ہزاروں سائنسدان ہیں جو دن رات کام کر رہے ہیں۔''

(بحوالہ: ہفت روزہ پاکستان پوسٹ، ٹورانٹو ۔ 4 تا 10 اکتوبر 2012ء صفحہ 4)

موازنہ

یہ آرٹیکل پاکستان کے ایک مایہ ناز سپوت اور پاکستان میں کئی سائنسی اداروں کے بانی پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام کے ذکر کے بغیر ادھورا رہ جائے گا۔ جبتک پاکستان نے ایٹمی تجربے نہیں کیئے تھے ڈاکٹر عبدالقدیر محض اپنے دلی بغض، حسد اور تعصب کی بنا پر یہ الزام لگا رہے تھے کہ ڈاکٹر عبدالسلام نے پاکستان کے ایٹمی راز یہودیوں کو فروخت کیئے۔ چنانچہ اس قسم کے بیہودہ الزامات اوپر ذکر کی گئی کتاب ''ڈاکٹر عبدالقدیر خان'' (از قلم: زاہد ملک ایڈیٹر ویکلی حرمت اسلام آباد) میں بھی لگائے گئے ہیں۔

فرق ملاحظہ کیجئے کہ ڈاکٹر عبدالسلام نے پاکستان کی عزت کو علم کی بدولت چار چاند لگائے۔ ڈاکٹر عبدالسلام کی خدمت کی بدولت پاکستان کو سائنس اور ریسرچ میں نئی پہچان ملی۔ بقول ڈاکٹر منیر احمد سابق چیئر مین ایٹمی کمیشن آف پاکستان:-

''پاکستان میں جتنی بھی سائنسی ترقی ہوئی اس کا سنگِ بنیاد تو ڈاکٹر عبدالسلام نے رکھا۔''

اسکے برعکس ڈاکٹر عبدالقدیر جن کو قوم نے بدقسمتی سے ''محسن پاکستان'' قرار دیا تھا انہوں نے اپنے جرائم کا خود اعتراف کیا بلکہ بھوپال کے اس فرزند کے نیٹ ورک کو بیرون ملک سزائیں دی جا رہی ہیں۔ چنانچہ بھوپال کے اس فرزند کی حرکتوں نے وطنِ عزیز کی شہرت کو نہ صرف دھبہ لگایا بلکہ اسے مہذب قوموں میں اسی نگاہ سے دیکھا جا رہا ہے جیسے دھشت گرد اور انسانیت کے دشمن تخریب کار۔

ہیں کواکب کچھ...!

قرآنِ حکیم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ ''تم وہ بات کیوں کہتے ہو جس پر خود عمل نہیں کرتے'' اِس ارشادِ باری تعالیٰ کی ایک حیرت انگیز ''عملی تفسیر'' ڈاکٹر قدیر کے ایک حالیہ کالم میں بدرجہ اتم نظر آئی جو لا ریب الٰہی تصرّف کے بغیر موصوف کے قلم سے نہیں نکل سکتی تھی۔ ٹورانٹو سے شائع ہونے والے ہفت روزہ اردو ٹائمنر کے ذیلی جریدے ''ٹائم میگ'' میں ڈاکٹر قدیر کا قلم اپنے ایک کالم بعنوان ''کچھ بھی کام نہ آئے گا'' میں رقمطراز ہے:-

''لکھنو دربار کے مقتدر شاعر غلام ہمدانی مصحفی، جو انشاء اللہ خاں انشاء کے ہمعصر تھے، انہوں نے خوابِ عدم میں جانے کی وجہ سے شبِ ہجراں سے مفارقت کا اظہار یوں فرمایا ہے ۔

تو کہاں جائیگی اب اپنا ٹھکانہ کر لے
ہم تو کل خوابِ عدم میں شبِ ہجراں گے

لیکن عدم (مرنے کے بعد کی زندگی۔۔۔ناقل) کی حقیقت ناقابلِ تردید ہونے کے باوجود انسان دوسرے غیر ضروری سامان سے اجتناب نہیں کرتا۔ انبیاء، اولیاء اور صوفیائے کرام نے دنیا کی بیوفائی اور فانی ہونے کی بار بار تنبیہ کی ہے۔ شعرائے کرام ہمیشہ دولت واقتدار کو جانے والی چیز کہتے رہے ہیں۔ صدیوں سے لاتعداد مثالیں کھنڈرات اور پسماندی کے اثرات کی شکل میں سامنے آئی ہیں۔ لیکن مجال ہے کہ انسان دولت اور اقتدار کو عارضی سمجھ لے اور قناعت اختیار کر لے۔ کرے بھی کیوں کر، چونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے جلد باز، ناشکرا، کمزور اور دولت کا لالچی قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قارون کو دولت مندی اور ذخیرہ اندوزی کیساتھ کنجوسی کی علامت بنا کر انسان کے سامنے رکھا کہ اس قدر مال و دولت اسے فنا و بربادی سے محفوظ نہیں رکھ سکتی۔۔۔انسان کو صدیوں سے سبق دیا جاتا رہا ہے کہ شان و شوکت جانے والی ہے۔ شاعروں نے بھی یہی بات یوں کہی ہے ۔

حرص کے پھیلتے ہیں پاؤں بقدر وسعت
تنگ ہی رہتے ہیں دنیا میں فراغت والے

ہم سب کچھ دیکھتے ہیں، سنتے ہیں اور سمجھتے ہیں۔ مگر اِس گمان میں ہیں کہ شائد یہ دوسروں کے لئے ہے ہمارا اپنے کام سے کام ہے۔ دیکھئے آج دنیا کی خرابیوں کی جڑ قناعت کا فقدان ہے۔ ہر شخص مال و دولت بنانے، بڑا بننے اور شہرت حاصل کرنے کی دوڑ میں لگا ہوا ہے۔ مال و دولت اور اقتدار کو ہی زندگی کا مقصد بنالیا ہے۔''

(بحوالہ ہفت روزہ ''ٹائمنر میگ''۔ 24 اکتوبر 2012ء صفحہ: 3)

مندرجہ بالا وعظ ونصائح کا آخری فقرہ بالخصوص، قرآنِ پاک کے متذکرہ بالا ارشاد ربّانی، ڈاکٹر موصوف کے مصداق کرائمنر، اور حال ہی میں محض کرسئ اقتدار کے لالچ میں اپنی ایک نویلی نئی سیاسی پارٹی کی تشکیل کو بنظرِ غور دیکھا جائے تو زبان پر یہ شعر بے اختیا اُمنڈ آتا ہے ۔

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ
دیتے ہیں دھوکا یہ بازی گر کھلا

وطنِ عزیز پاکستان کا المیہ یہ ہے کہ سچ کو وہی لوگ مانتے ہیں جن کے دل میں انصاف اور خدا کا خوف ہو۔ انصاف اور سچ سے عاری معاند اور بہتان طراز کو تو اسکی اپنی کرتوتوں کے سبب چمن وطن کی نیک نامی کو لگائے جانے والے داغ کی بنا پر اسے تو صرف یہی اشعار سنائے جاسکتے ہیں ۔

اے چمن! خواب سب تیرے ٹوٹے
اور ارماں بھی خوں ہوئے شب بھر
تُو کہ سمجھا تھا پاسباں جن کو
وہ تجھے لُوٹتے رہے شب بھر

آنحضرت ﷺ کا بے مثل توکل علی اللہ

(از قلم: شیخ عبدالحکیم۔ احمدیہ ابوڈ آف پیس)

اللہ تعالیٰ جن کو دنیا کی اصلاح کے لئے مامور فرماتا ہے ان کی نصرت کے لئے ہر آن ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور ہر میدان میں ان کو غالب کرتا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں اس کا وعدہ ہے کہ میں ہر جگہ اپنے رسولوں کو غالب کروں گا۔ اور انبیائے کرام کو وعدہ الٰہی پر غیر متزلزل یقین ہوتا ہے اور یہ یقینی توکل سب سے بڑھ کر آنحضرت کے اندر بدرجہ اتم موجود تھا۔ اس ضمن میں حضور ﷺ کی مکی اور مدنی زندگی میں بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ جن کا ذکر اس مختصر تحریر میں ناممکن ہے۔ اس لئے چند واقعات بیان کر رہا ہوں۔

آپ ﷺ نے بت پرستی اور شرک کے خلاف آواز بلند کی تو آپ کو تبلیغ کے راستہ میں بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ ﷺ کے چچا ابوطالب آپ کا بہت خیال رکھتے تھے۔ اور جب کفار نے یہ محسوس کیا کہ لوگ حضور اکرم ﷺ کے دعویٰ کو قبول کرنے کی طرف مائل ہو رہے ہیں تو انہوں نے ابوطالب کے پاس جا کر شکایت کی کہ ہم آپ کی وجہ سے خاموش ہیں۔ لیکن آپ اپنے بھتیجے کو بتوں خلاف وعظ کرنے سے روکیں۔ ت آپ ﷺ کے چچا نے حضور اکرم ﷺ کو بلایا کہ میری وجہ سے قریش مکہ آپ کو زبردستی وعظ سے نہیں روک رہے۔ لہٰذا میری پوزیشن کا خیال کریں۔ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ آپ اپنی پناہ واپس لے لیں۔ میرے خدا نے میرے ذمے جو ڈیوٹی لگائی ہے میں اس کے ادا کرنے سے نہیں رک سکتا۔ میں تو اس پر توکل کرتا ہوا یہ فریضہ جاری رکھوں گا۔

جب آپ ﷺ طائف میں پیغام الٰہی پہنچانے گئے تو وہاں کے لوگوں نے آپ ﷺ پر پتھروں کی بارش کر دی جس سے آپ ﷺ کے جسم مبارک سے خون بہنے لگ گیا آپ ﷺ باہر آ کر ایک جگہ بیٹھ گئے۔ تو فرشتہ نازل ہوا اور اس نے عرض کی کہ اگر اجازت دیں تو میں دو پہاڑوں کے درمیان ان کو پیس کر رکھ دوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ لوگ مجھے پہچان نہیں رہے۔ میں اللہ پر توکل کرتا ہوا تبلیغ کے کام کو جاری رکھوں گا۔ اور مجھے یقین کامل ہے خدا ان کو قبول حق کی توفیق دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں واقعی اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ ایک دن ایک شخص نے بازار میں آ کر ذکر کیا کہ ابوجہل کے ذمے میرا قرض ہے۔ جو کہ وہ دینے سے انکاری ہے۔ تو لوگوں نے اس کو کہا کہ حلف الفضول میں محمد رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کی مدد کرنے کا اقرار کیا ہوا ہے۔ آپ ان کے پاس جائیں وہ آپ کی مدد کریں گے۔ وہ شخص حضور اکرم ﷺ کے پاس چلا گیا۔ آپ ﷺ نے خدا پر توکل کرتے ہوئے اس کی مدد کرنے کی ٹھان لی اور اس کے ساتھ چل پڑے۔ اور ابوجہل کو جا کر کہا کہ آپ اس کا قرض ادا کریں، ابوجہل اسی وقت اندر چلا گیا اور رقم لا کر قرض خواہ کے حوالے کر دی۔ اللہ پر توکل سے کتنی بڑی کامیابی ہوئی کہ دشمن سے بھی رقم مل گئی۔ نبی کریم ﷺ کو پیغام حق پہنچانے سے روکنے کے لئے کفار نے جو بھی کوششیں کیں اس میں وہ ناکام ہوئے تو آپ ﷺ کو جان سے مارنے کی کوششیں کی اور رات کے وقت حضور اکرم ﷺ کے مکان کے گرد گھیرا ڈالا، اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہجرت کا حکم دے دیا۔ اور آپ ﷺ حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر لٹا کر اللہ پر توکل کرتے ہوئے گھیرا ڈالنے والوں کے پاس سے وقار کے ساتھ نکل کر حضرت ابوبکرؓ کے مکان پر گئے اور ان کو ساتھ لے کر مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ مدینہ جاتے ہوئے راستے میں کچھ دور جا کر آپ ﷺ نے غارِ ثور میں پناہ لی۔ قریش مکہ نے حضور اکرم ﷺ کے بچ کر نکل جانے کو برداشت نہ کیا اور کھوجیوں کو ہمراہ لے کر حضور اکرم ﷺ کے تعاقب کے لئے آپ کے پیچھے روانہ ہو گئے۔ چلتے چلتے غار ثور کے سامنے جا کر کھوجیوں نے بتایا کہ محمد ﷺ یہاں تک آئے ہیں اس سے آگے جانے کا کوئی پتہ نہیں ملتا۔ غار کے دروازہ پر مکڑی نے جالا تن دیا اس لئے ان کو غار میں حضور اکرم ﷺ کی موجودگی کا گمان تک بھی نہ گذرا۔ ابوبکر صدیقؓ نے عرض کی کہ ہم کو پکڑنے والوں کے پاؤں نظر آ رہے ہیں اس لئے فکر ہے، تو حضور اکرم ﷺ نے بڑے یقین سے اللہ پر توکل کرتے ہوئے کہا مت ڈر اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

تھوڑی دیر ٹھہر کر قریش مکہ اور کھوجی واپس ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ نے غار ثور میں تین دن تک قیام کیا اور پھر اپنا سفر مدینہ کی طرف دوبارہ شروع کر دیا۔ کفار مکہ نے واپس آ کر اعلان کیا کہ جو محمد ﷺ کو پکڑے گا اس کو 100 اونٹ انعام دیا جائے گا انعا انعام کے لالچ میں سراقہ نامی ایک شخص گھوڑے پر سوار ہو کر آپ ﷺ کے پیچھے روانہ ہو گیا اور تیز رفتاری سے حضور اکرم ﷺ کے قریب پہنچ گیا۔ آپ ﷺ تو بالکل نہ گھبرائے بلکہ اللہ پر توکل کرتے ہوئے باوقار طریقہ سے اپنے سفر کو جاری رکھا۔ ادھر خدائی تصرف کے تحت سراقہ کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے۔ تین مرتبہ ایسے ہی ہوا یہاں تک کہ گھوڑے نے آگے جانے سے انکار کر دیا۔ اس لئے سراقہ نے محسوس کیا کہ میں حضور اکرم ﷺ کو پکڑنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا اور وہ مکہ واپس آ گیا اور نبی کریم ﷺ خیریت سے مدینہ پہنچ گئے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی اطلاع دی کہ آپ ﷺ کو مکہ سے کفار نے زبردستی نکالا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ آپ کو پھر مکہ میں لے کر آئے گا اور آپ ﷺ نے اس وحی کے پیش نظر اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے 10 سال تک مدینہ میں قیام فرمایا اور واپس مکہ میں فاتح ہو کر آئے۔ یقیناً اللہ کی ذات پر توکل کرنے والوں کو ایسے ہی انعامات ملا کرتے ہیں۔

مناظر احمدیت محترم قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری کی سوانح حیات کا ایک ورق

•••جب قاضی صاحب ''لائلپوری'' کہلوائے!

قاضی محمد حارث (ویسٹن نارتھ، ٹورنٹو)

سابق ناظر اشاعت وتصنیف اور سلسلہ کے جید عالم وکامیاب مناظر محترم مولانا قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری، لائلپور (موجودہ فیصل آباد) کے رہنے والے نہ تھے بلکہ ان کا آبائی ضلع سیالکوٹ تھا۔ وہ سمبڑیال کے شمال مشرق میں واقع گاؤں کورووال میں پیدا ہوئے تھے۔ عام ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ انہیں لائلپوری کیوں کہا جاتا ہے۔ اس کے پیچھے ایک دلچسپ واقعہ ہے۔ یہ پاکستان بننے سے پہلے کی بات ہے کہ آپ لائلپور میں مربی تھے۔ ان دنوں وہاں ایک عیسائی پادری اسلام کے خلاف بہت سرگرم تھا۔ وہ لائلپور میں جلسے کر کے مسلمانوں کو چیلنج کر رہا تھا کہ اسلام کے دفاع کے لئے کوئی مولوی اس کا مقابلہ کرے لیکن کوئی اس کا مقابلہ کرنے کی ہمت نہ کرتا تھا۔ کیونکہ وہ چند ایک بڑے بڑے مولوی حضرات کو بھاگنے پر مجبور کر چکا تھا۔ اسے یہ زعم ہو گیا تھا کہ مسلمانوں میں سے کوئی اسکا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ اسی خوش فہمی میں اس نے بذریعہ اشتہار مسلمانوں کو عام مناظرہ کا چیلنج کر دیا۔ کچھ لوگ وہ اشتہار لے کر قاضی صاحب کے پاس آئے اوران سے درخواست کی کہ وہ پادری کے مدمقابل آکر اسلام کا دفاع کریں۔ آپ بخوشی تیار ہو گئے چنانچہ پادری سے شہر کے اکابرین نے شرائط طے کر کے مناظرہ کا دن مقرر کر دیا۔ مناظرہ شروع ہوا تو پادری نے اسلام کے خلاف بہت زہر اگلا۔ آخر میں قاضی صاحب جوابات کے لئے کھڑے ہوئے۔ جن احباب نے قاضی صاحب کو تقریر کرتے دیکھا ہے وہ جانتے ہیں کہ وہ بہت جوشیلے اور بے باک قسم کے مقرر تھے۔ انہوں نے پادری کی تقریر کے دوران نوٹس بنا لئے تھے۔ وہ ایک ایک کر کے اس کے اعتراضات کے جواب دینے لگے اور ہر جواب کے آخر میں وہ پادری سے تسلیم کروا لیتے کہ ان کی دلیل درست ہے۔ پھر وہ دوسرے اعتراض کو لیتے اس طرح آپ نے پادری کے اعتراضات کے غبارے کی تمام ہوا نکال دی اور اس نے وہاں سے بھاگنے میں عافیت جانی اور وہ جلسہ کے اختتام سے پہلے ہی رفو چکر ہو گیا۔ یوں محترم قاضی صاحب نے پادری کو شکست فاش دیتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ کی اس الہامی پیشگوئی کے ان الفاظ پر بھی مہر تصدیق ثبت کر دی کہ ''میرے فرقہ کے لوگ علم و معرفت میں اس قدر کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور براہین کی رُو سے سب کا منہ بند کر دیں گے'' (تجلیات الٰہیہ) پھر کیا تھا، پادری کی اس شکست فاش پر ہجوم نے جوشِ مسرت میں ''قاضی محمد نذیر لائلپوری زندہ باد'' کے نعرے لگانے شروع کر دیئے اور آپ کو کندھوں پر اٹھا کے سارے شہر میں جلوس نکالا۔ بس اس دن سے آپ ''لائلپوری'' مشہور ہو گئے اور 'لائلپوری' آپ کے نام کا حصہ بن گیا۔ اس کے بعد پادری سمندری، جڑانوالہ یا جہاں بھی جلسہ رکھتا قاضی صاحب وہیں پہنچ جاتے اور وہ کوئی نہ کوئی بہانہ کر کے وہاں سے فرار ہو جاتا یہاں تک کہ اس نے ضلع لائلپور ہی کو چھوڑ دیا اور وہ وہاں سے ہمیشہ کے لئے بھاگ گیا۔

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم
تو نے وہ گنجہائے گرانمایہ کیا کیے

فکری تغیّر اور ایک حیرت انگیز دعائیہ نشان

قاضی صاحب کے ایام جوانی میں ان کے دینی نظریات کے حوالے سے ایک اہم موڑ کا احوال بھی بہت دلچسپ ہے۔ آپ کے والدِ محترم قاضی محمد حسینؓ صاحب نے 1904ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ قاضی محمد نذیر صاحب ان کے سب سے بڑے بیٹے ہونے کی وجہ سے بہت لاڈلے تھے۔ قاضی محمد حسینؓ صاحب نے ان کی تعلیم پر خاص توجہ دی اور ان کو حدیث و منطق وغیرہ کی تعلیم کے لئے مدرسہ دیوبند میں داخل کروا دیا۔ لیکن وہاں کے ماحول سے متاثر ہو کر قاضی محمد نذیر صاحب احمدیت کے سخت مخالف ہو گئے اور کھل کر مخالفت کا اظہار کرنے لگے۔ قاضی محمد حسینؓ صاحب نے ان کو سمجھانے کی کوشش کی لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ ان کی نصیحت کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تو انہوں نے ایک عجیب طریق اختیار کیا۔ وہ دعا کرنے لگے کہ اے قادر خدا! میرا بیٹا محمد نذیر (اس وقت قاضی صاحب مولوی فاضل کا آخری امتحان دے رہے تھے اور پڑھائی میں اس معیار پر تھے کہ ان کے ناکام ہونے کی بظاہر کوئی صورت نظر نہ آتی تھی) مولوی فاضل کے فائنل امتحان میں فیل ہو جائے۔ یہ ایک شفیق باپ کی محبت کا انداز تھا کہ وہ اپنے بیٹے کی ناکامی کے لئے دعا کر رہے ہیں۔ وہ امامِ وقت کے سچے عاشق اور فدائی تھے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مسیحِ وقتؑ کا غلام اللہ تعالیٰ کے

حضور سجدہ ریز ہوا اور اسکی التجا نہ سنی جائے۔ چنانچہ یہی ہوا۔ قاضی محمد نذیر صاحب بڑے اعتماد اور وثوق سے امتحان دے کر اس امید سے گھر لوٹے کہ وہ اعلیٰ نمبروں میں کامیاب ہوں گے۔ لیکن نتیجہ نکلا تو ان کے لئے بہت ہی اچنبھے کی بات تھی کہ وہ امتحان میں فیل ہو گئے تھے۔ اب وہ اپنے والدِ محترم کے پاس انتہائی شرمندگی کے ساتھ گئے اور دل میں ڈر رہے تھے کہ وہ ڈانٹیں گے۔ جب ان کو بتایا کہ وہ امتحان میں ناکام ہو گئے ہیں اور وضاحت کرنے کی کوشش کی تو والد صاحب نے کہا الحمد للہ! مجھے خوشی ہوئی کہ تم فیل ہو گئے ہو وضاحت کی ضرورت نہیں۔ مجھے پہلے ہی یقین تھا کہ تم فیل ہو جاؤ گے۔ میں تمہارے فیل ہونے کی دعا کر رہا تھا تمہارا فیل ہونا حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کی صداقت کا نشان ہے۔ اب تم اس طرح کرو کہ اگلے امتحان تک حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کرو اور جہاں جہاں تم کو اعتراض ہو وہاں نشان لگاتے جاؤ۔ پھر اس کو پڑھو اور اگر اعتراض دور ہو جائے تو اسے مٹا دو اور پھر اس کتاب کا مطالعہ شروع کر دو۔ تین بار کتاب کو پڑھنے کے بعد جو اعتراض رہ جائے اسے میرے پاس لے آؤ۔ قاضی محمد نذیر صاحب بیان کرتے ہیں کہ وہ میاں جی (اپنے والد صاحب) سے یہ سن کر کہ وہ ان کی ناکامی کی دعا کرتے رہے ہیں ہکّا بکّا رہ گئے اور انہیں یقین ہو گیا کہ ان کی ناکامی ان کے والدِ محترم کی دعا کا نتیجہ ہے۔

انہوں نے والد صاحب کی ہدایت کے مطابق حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ شروع کر دیا۔ کیونکہ امتحان میں ابھی تین ماہ پڑے تھے۔ ایک بار کتاب کو پڑھنے کے بعد دیکھا تو کتاب کے بیشتر صفحات پنسل کے نشانات سے بھرے تھے وہ بہت خوش ہوئے کہ ان کے نزدیک یہ باتیں درست نہیں۔ دوسری بار پڑھا تو آدھے سے بھی کم نشان رہ گئے۔ جب تیسری بار کتاب کو پڑھا تو تمام اعتراض دور ہو گئے تھے۔ قاضی صاحب نے جب حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کی کتب کا تین بار مطالعہ ختم کر لیا تو آپ یکسر بدل چکے تھے اب وہ پہلے والے ''دیوبندی'' قاضی صاحب نہ رہے تھے وہ میاں جی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کو بتایا کہ مطالعہ ختم کر لیا ہے۔ میاں جی نے پوچھا کہ کوئی اعتراض ہے تو بتاؤ؟ قاضی محمد نذیر صاحب نے عرض کیا میاں جی اعتراض سب دور ہو گئے ہیں اور اب وہ حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کی بیعت کرنا چاہتے ہیں چنانچہ آپ نے تجدید بیعت کر لی۔ ادھر دوبارہ امتحان کا وقت قریب آ گیا تھا۔ اب قاضی صاحب فکرمند تھے کہ امتحان کی تیاری کرنے کی بجائے سارا وقت کتب کے مطالعہ میں صرف کر دیا اس بات کا اظہار انہوں نے اپنے والد صاحب سے بھی کیا لیکن آپ نے کہا کوئی بات نہیں جاؤ اس بار تم فیل نہیں ہو گے۔ چنانچہ آپ نے دوبارہ امتحان دیا اور قاضی صاحب کے لئے خود حیرانگی کی بات تھی کہ اس بار وہ نمایاں پوزیشن لے کر کامیاب ہوئے اور حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کی صداقت کے زندہ نشان بن گئے۔

مولانا قاضی محمد نذیر لائلپوری نے حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ کا معجزہ اپنے ذاتی مشاہدہ سے دیکھا کہ نہ صرف قاضی صاحب کی روحانی حالت یکسر بدل گئی بلکہ امتحان کی تیاری نہ کرنے کے باوجود نمایاں حیثیت میں کامیاب ہوئے۔ اب وہ ایسے واقفِ زندگی بن گئے تھے جنکو خدمتِ دین کے سلسلہ میں اپنے بچوں بلکہ اپنی ذات تک کا کوئی ہوش نہ تھا۔ ذہن میں ایک ہی دھن تھی اور دل میں ایک ہی لگن کہ کس طرح حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کا پیغام ہر خاص و عام تک پہنچ جائے۔ ان کے پسندیدہ خاص طور پر دو موضوع تھے ایک وفاتِ مسیحؑ اور دوسرا خاتم النبیین ﷺ یا ختمِ نبوت۔ چنانچہ ان موضوعات پر ان کے مولوی لال حسین اختر سمیت کئی غیر از جماعت مناظرین کے ساتھ مناظرے بھی ہوئے۔ الغرض کوئی غیر مسلم یا مسلمان ان سے مقابلہ کی تاب نہ لا سکتا تھا۔ اس کے علاوہ قاضی صاحب نے بحیثیت ناظر تالیف و تصنیف ان موضوعات کے ساتھ ساتھ بیشمار کتب اور تبلیغی ٹریکٹ بھی شائع کئے۔ بالخصوص ان کی پاکٹ سائز اعتراض و جواب کی طرز پر تصنیف کردہ پاکٹ بک بھی بہت مشہور ہوئی جو داعیان الی اللہ کے لئے بہت خاصے کی چیز ہے۔ آج کل یہ کتاب نایاب ہے۔ متعلقہ شعبہ کو اس کی دوبارہ اشاعت کا ضرور بیڑہ اٹھانا چاہیے۔ قاضی صاحب ایک بلند پایہ مقرر اور تقریر کے خوب دھنی تھے۔ ربوہ میں جلسہ ہائے سالانہ کے مواقع پر ان کا پر جوش انداز خطابت اور بلند آہنگ لہجہ دسمبر کی یخ بستہ سردی کے باوجود جسم و جاں کو گرما دیا کرتا تھا تب ربوہ کی پہاڑیاں حاضرین جلسہ کے پرزور نعروں سے گونج اٹھا کرتی تھیں۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محترم قاضی صاحب پر بے انتہا رحم اور فضل فرمائے اور ان کے درجات بلند کرے۔ آمین! ع

عجب آزاد مرد تھا حق مغفرت کرے!

نحنُ انصارُ اللہ میں اشتہار دے کر اپنے کاروبار کو فروغ دیں

For information please

e-mail nahnuansar@gmail.com

or call 416-846-2524

ساحلِ سمندر کی سیر اور ایک منظوم عارفانہ و علمی شاہکار

سید منیر احمد شاہ ابن علی۔ پیس ولیج ویسٹ کینیڈا

کافی عرصہ پہلے کی بات ہے ایک معروف معاندِ احمدیت نے سیدنا حضرت مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ذاتِ اقدس پر اپنے خبثِ باطن کے چھینٹے اڑاتے ہوئے نہایت غلیظ بہتانات لگائے۔ اپنے بہتانات کے ثبوت میں کلامِ محمود میں سے ایک نظم کا شعر پیش کر کے لکھا کہ دیکھو مرزا محمود نے خود اپنے اس شعر میں یوں اعترافِ عیوب کیا ہے کہ ؎

اے شعاعِ نور یوں ظاہر نہ کر میرے عیوب
غیر ہیں چاروں طرف ان میں رسوا نہ کر

بصیرت سے محروم اس معاندِ احمدیت کی یاوہ گوئی اور علمی بے بصیرتی پر ہنسی بھی آئی اور حیرت بھی۔ اس ظاہر پرست عالمِ دین کہلوانے والے کو کیا پتہ کہ عارفانِ باللہ کا عارفانہ کلام اپنے اندر کیا معنی اور کن روحانی نکات کا عظیم خزینہ لئے ہوتا ہے۔

گذشتہ دنوں دورانِ مطالعہ حضرت مصلحِ موعودؓ کے متذکرہ بالا شعر والی نظم کے اشعار کی وجہ تخلیق اور ان کے پس منظر کے حوالے سے حضرت مصلح موعودؓ کی اپنی تحریر نظر سے کیا گزری کہ پڑھ کر روح وجد میں آ گئی اور قلب و نظر جھوم اٹھے۔ اس نظم کے منصۂ شہود میں آنے کا پس منظر کچھ یوں ہے کہ ایک مرتبہ کراچی میں سفر کے دوران حضرت مصلح موعودؓ چاندنی رات سمندر کی سیر کے لئے ساحل سمندر پر تشریف لے گئے۔ سمندر کے پانی پر تیرتے چاند کا دلکش نظارہ دیکھ کر حضورِ انورؓ نے ایک شاہکار نظم لکھی جو ''کلامِ محمودؓ'' میں موجود ہے۔ اس عارفانہ خوبصورت نظم کے اشعار کی وجہ تخلیق کے بارہ میں حضورِ اقدسؓ فرماتے ہیں:۔

''سمندر کے کنارے چاند کی سیر نہایت پر لطف ہوتی ہے۔ اس سفر کراچی میں رات کو ہم کلفٹن کی سیر لئے گئے۔ میری چھوٹی بیوی (مریم) صدیقہ بیگم سلمہا اللہ تعالیٰ میری تینوں لڑکیاں ناصرہ بیگم سلمہا اللہ تعالیٰ امۃ الرشید بیگم سلمہا اللہ تعالیٰ امۃ العزیز بیگم سلمہا اللہ تعالیٰ امۃ الودود مرحومہ اور عزیزم منصور احمد سلمہ اللہ تعالیٰ میرے ساتھ تھے، رات کے گیارہ بجے چاند سمندر کی لہروں میں ہلتا ہوا بہت ہی بھلا معلوم دیتا تھا اور اوپر آسمان پر وہ اور بھی اچھا معلوم ہوتا تھا۔ جوں جوں ریت کے ہموار کنارے پر ہم پھرتے تھے لطف بڑھتا جاتا تھا اور اللہ تعالیٰ کی قدرت نظر آتی تھی۔ تھوڑی دیر ادھر ادھر ٹہلنے کے بعد ناصرہ بیگم سلمہا اللہ تعالیٰ اور صدیقہ بیگم جن دونوں کی طبیعت خراب تھی تھک کر ایک طرف چٹائیوں پر بیٹھ گئیں جو ہم ساتھ لے گئے تھے، ان کے ساتھ عزیزم منصور احمد سلمہ اللہ تعالیٰ بھی جا کھڑے ہوئے اور پھر عزیزہ امۃ العزیز بیگم بھی وہاں چلی گئی، اب صرف میں عزیزہ امۃ الرشید بیگم اور امۃ الودود مرحومہ پانی کے کنارے پر کھڑے رہ گئے۔ میری نظر ایک بار پھر آسمان کی طرف اٹھی اور میں نے چاند کو دیکھا جو رات کی تاریکی میں عجیب انداز سے چمک رہا تھا۔ اس وقت تقریباً پچاس سال پہلے کی رات میری آنکھوں میں پھر گئی، جب ایک عارف باللہ محبوب ربانی نے چاند کو دیکھ کر ایک سرد آہ کھینچی تھی اور پھر اس کی یاد میں دوسرے دن دنیا کو یہ پیغام سنایا تھا ؎

چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بے کل ہو گیا
کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اس میں جمال یار کا

پہلے تو تھوڑی دیر میں یہ شعر پڑھتا رہا پھر میں نے چاند کو مخاطب کر کے اسی جمالِ یار والے محبوب کی یاد میں کچھ شعر خود کہے جو یہ ہیں ؎

کیا لبِ دریا مری بیتابیاں کافی نہیں
تو جگر کو چاک کر کے اپنے ، یوں تڑپا نہ کر
یوں اندھیری رات میں اے چاند تو چمکا نہ کر
حشر اک سیمیں بدن کی یاد میں برپا نہ کر

اس کے بعد میری توجہ براہِ راست اس محبوبِ حقیقی کی طرف پھر گئی جس کے حسن کی طرف حضرت مسیحِ موعودؑ کے شعر میں اشارہ کیا گیا ہے۔ اور میں نے اسے مخاطب کر کے چند شعر کہے جو یہ ہیں ؎

دور رہنا اپنے عاشق سے نہیں دیتا زیب
آسماں پر بیٹھ کر تو یوں مجھے دیکھا نہ کر

بے شک چاند میں سے کسی وقت خدا تعالیٰ کا حسن نظر آتا ہے۔ مگر ایک عاشق کے لئے وہ کافی نہیں وہ چاہتا ہے کہ اس کا محبوب چاند میں سے اسے نہ جھانکے بلکہ اس کے دل میں آئے اس کے عرفان کی آنکھوں کے سامنے قریب سے جلوہ دکھائے اس کے زخمی دل پر مرہم لگائے اور اس کے دکھ کی دوا خود ہی بن جائے کہ اس دوا کے سوا اس کا کوئی علاج نہیں۔ مگر کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ اس محبوبِ حقیقی کا عاشق چاند میں بھی اس کا جلوہ نہیں دیکھتا، چاند میں ایک پھیکی ٹکیہ سے زیادہ کچھ بھی تو نظر نہیں آتا۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس محبوب نے اپنا چہرہ اس سے چھپا رکھا ہے کہ کہیں اس میں سے اس کا عاشق اس کا چہرہ دیکھ نہ لے اور وہ کہتا ہے کہ کاش چاند کے پردہ پر ہی اس کا عکس نظر آجائے۔ اور میں نے کہا۔

عکس تیرا چاند میں دیکھ لوں کیا عجیب ہے
اس طرح تو چاند سے اے میری جاں پردہ نہ کر

پھر میری نظر سمندر کی لہروں پر پڑی جن پر چاند کا عکس نظر آتا تھا اور میں اس کے قریب ہوا اور چاند کا عکس اور پرے ہو گیا، میں اور بڑھا اور عکس اور دور ہو گیا اور مرے دل میں ایک درد اٹھا اور میں نے کہا۔ بالکل اسی طرح کبھی سالک سے سلوک ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے لئے کوشش کرتا ہے مگر بظاہر اس کی کوششیں ناکامی کا منہ دیکھتی ہیں۔ اس کی عبادتیں، اس کی قربانیاں، اس کا ذکر، اس کی آہیں کوئی نتیجہ پیدا نہیں کرتیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کے استقلال کا امتحان لیتا ہے اور سالک اپنی کوششوں کو بے اثر پاتا ہے۔ کئی تھوڑے دل والے مایوس ہو جاتے ہیں اور کئی ہمت والے کوشش میں لگے رہتے ہیں یہاں تک کہ ان کی مراد پوری ہو جاتی ہے۔ مگر یہ دن بڑے ابتلا کے دن ہوتے ہیں اور سالک کا دل ہر لحظہ مرجھایا رہتا ہے اور اس کا حوصلہ پست ہو جاتا ہے چونکہ چاند کے عکس کا اس طرح آگے آگے دوڑتے چلے جانے کا بہترین نظارہ کشتی میں بیٹھ کر نظر آتا ہے جو میلوں کا فاصلہ طے کرتی جاتی ہے مگر وہ کشتی کے آگے ہی آگے بھاگا جاتا ہے اس لئے میں نے کہا۔

بیٹھ کر جب عشق کی کشتی میں آؤں تیرے پاس
آگے آگے چاند کی مانند تو بھاگا نہ کر

میں نے اس شعر کا مفہوم دونوں بچیوں کو سمجھانے کے لئے ان سے کہا کہ آؤ ذرا میرے ساتھ سمندر کے پانی میں چلو اور میں انہیں ساتھ لے کر کوئی پچاس ساٹھ گز سمندر کے پانی میں گیا اور میں نے کہا دیکھو چاند کا عکس کس طرح آگے آگے بھاگا جاتا ہے اسی طرح کبھی کبھی بندہ کی کوششیں اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے لئے بیکار ہو جاتی ہے اور وہ جتنا بڑھتا ہے اتنا ہی اللہ تعالیٰ پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ اس وقت اس کے سوا کوئی علاج نہیں ہوتا کہ انسان اللہ تعالیٰ ہی سے رحم کی درخواست کرے اور اسی کے کرم کو چاہے تا کہ وہ اس ابتلا کے سلسلے کو بند کر دے اور اپنی ملاقات کا شرف عطا کرے۔ اس کے بعد میری نظر چاند کی روشنی پر پڑی، کچھ اور لوگ اس وقت کہ رات کے بارہ بجے تھے سیر کے لئے سمندر پر آگئے۔ ہوا تیز چل رہی تھی لڑکیوں کے برقعوں کی ٹوپیاں ہوا سے اڑی جا رہی تھیں اور وہ زور سے ان کو پکڑ کر اپنی جگہ پر رکھ رہی تھیں۔ وہ لوگ گو ہم سے دور تھے مگر میں لڑکیوں کو لے کر اور دور ہو گیا اور مجھے خیال آیا کہ چاند کی روشنی جہاں دلکشی کے سامان رکھتی ہے وہاں پردہ بھی اٹھا دیتی ہے اور میرا خیال اس طرف گیا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کبھی بندہ کی کمزوریوں کو بھی ظاہر دیتے ہیں اور دشمن انہیں دیکھ کر ہنستا ہے اور میں نے اللہ تعالیٰ کو مخاطب کر کے کہا۔

اے شعاعِ نور یوں ظاہر نہ کر میرے عیوب
غیر ہیں چاروں طرف ان میں مجھے رسوا نہ کر

اس کے بعد میری نظر بندوں کی طرف اٹھ گئی اور میں نے سوچا کہ محبت جو ایک نہایت پاکیزہ جذبہ ہے اسے کس طرح بعض لوگ ضائع کر دیتے ہیں اور اس کی بے پناہ طاقت کو محبوبِ حقیقی کی ملاقات کے لئے خرچ کرنے کی جگہ اپنے لئے وبالِ جان بنا لیتے ہیں اور میں نے اپنے دوستوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

ہے محبت ایک پاکیزہ امانت اے عزیز
عشق کی عزت ہے واجب، عشق سے کھیلا نہ کر

پھر میری نگاہ سمندر کی لہروں کی طرف اٹھی جو چاند کی روشنی میں پہاڑوں کی طرح اٹھتی ہوئی نظر آتی تھیں اور میری نظر سمندر کے اس پار ان لوگوں کی طرف اٹھی جو فرانس کے میدان میں ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں ہر روز اپنی جانیں دے رہے تھے اور میں نے خیال کیا کہ ایک وہ بہادر ہیں جو اپنے ملکوں کی عزت کے لئے یہ قربانیاں کر رہے ہیں۔ ایک ہندوستانی ہیں جن کو اپنی تن آسانیوں سے فرصت نہیں اور مجھے اپنی مستورات کا خیال آیا کہ وہ کس طرح قوم کا بے کار عضو بن رہی ہیں اور حقیقی کوشش اور سعی سے محروم ہو چکی ہیں۔ کاش کہ ہمارے مردوں اور عورتوں میں بھی جوشِ عمل پیدا ہوا اور انہیں یہ احساس ہو کہ آخر وہ بھی تو انسان ہیں جو سمندر کی لہروں پر کودتے پھرتے ہیں اور اپنی قوم کی ترقی کے لئے جانیں دے رہے ہیں جو میدانوں کو اپنے خون سے رنگ رہے ہیں اور ذرا بھی پرواہ نہیں کرتے کہ ہمارے مرجانے سے ہمارے پسماندگان کا کیا ہوگا اور میں نے کہا۔

ہے عمل میں کامیابی موت میں ہے زندگی
جا لپٹ جا لہر سے دریا کی کچھ پروا نہ کر

جب میں نے یہ شعر پڑھا میری لڑکی امۃ الرشید نے کہا ابا جان دیکھیں دودی کو کیا ہو گیا ہے؟ میں نے کہا کیا ہوا ہے؟ اس نے کہا اس کا جسم تھر تھر کانپنے لگ گیا ہے۔ میں نے

کہا دودی تم کو کیا ہوا ہے؟ اس نے جیسے بچیاں کہا کرتی ہیں کہا کچھ نہیں اور ہم سمندر کے پانی کے پاس سے ہٹ کر باقی ساتھیوں کے پاس آ گئے اور وہاں سے گھر واپس چل پڑے۔ امۃ الودود کی وفات کے بعد میں یہی شعر پڑھ رہا تھا تو صدیقہ بیگم نے مجھے بتایا کہ امۃ الودود نے مجھ سے ذکر کیا شاید چچا ابا نے یہ شعر میرے متعلق کہا تھا، تب میں نے مرحومہ کے کانپنے کی وجہ کو سمجھ لیا، وہ امتحان دے چکی تھی اور تعلیم کا زمانہ ختم ہونے کے بعد اس کے عمل کا زمانہ شروع ہونا تھا اس کی نیک فطرت نے اس شعر سے سمجھ لیا کہ میں اسے کہہ رہا ہوں کہ اب تم کو عملی زندگی میں قدم رکھنا چاہیئے اور ہر طرح کے خطرات برداشت کر کے دین اسلام کے لئے کچھ کر کے دکھانا چاہئے۔ خدا کی قدرت عمل میں کامیابی کا مونہہ دیکھنا اس کے مقدر میں نہ تھا۔ موت میں زندگی اللہ تعالیٰ نے اسے دے دی وہ قادر ہے جس طرح چاہتا ہے زندگی بخش دیتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ''اپنے مُردوں کا نیک ذکر قائم رکھو'' اسی لئے میں نے اس واقعہ کا ذکر کر دیا ہے کہ اس سے مرحومہ کی سعید فطرت کا اظہار ہوتا ہے کس طرح اس نے اس شعر کا اپنے آپ کو مخاطب سمجھا حالانکہ بہت ہیں جو نصیحت کو سنتے ہیں اور اندھوں کی طرح اس پر سے گزر جاتے ہیں اور کوئی فائدہ نہیں اٹھاتے''

داڑھی رکھنا انبیاء کا طریق ہے

پھر عرب صاحب نے داڑھی کی نسبت دریافت کیا حضرت اقدس نے فرمایا کہ:۔

''یہ انسان کے دل کا خیال ہے۔ بعض انگریز تو داڑھی اور مونچھ منڈوا دیتے ہیں۔ وہ اس سے خوبصورتی خیال کرتے ہیں اور ہمیں اس سے ایسی کراہت آتی ہے کہ سامنے ہو تو کھانا کھانے کو جی نہیں چاہتا۔ داڑھی کا جو طریق انبیاء اور راست بازوں نے اختیار کیا ہے۔ وہ بہت پسندیدہ ہے۔ البتہ اگر بہت لمبی ہو جاوے تو کٹوا دینی چاہئے۔ ایک مشت رہے۔ خدا نے یہ ایک امتیاز مرد اور عورت کے درمیان رکھ دیا ہے۔''

استرے کی مضرّت

حضرت اقدس نے فرمایا کہ:۔

''استروں سے بھی بعض وقت زہر اور آتشک کے امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ہمیں استرے کے استعمال کرنے میں بہت احتیاط لازم ہیں۔ اور استرے کا استعمال منہ پر تو بہت خطرناک ہے۔ ہاں غیر مناسب بال جیسا کہ بعض رخسار پر ہوتے ہیں یا داڑھی کے زوائد وغیرہ کاٹ دینے چاہئے۔ نہ کہ منڈوانے۔'' (ملفوظات جلد 2 صفحہ 671)

(مرسلہ: عبدالمومن راشد، نائب صدر مجلس انصار اللہ بھارت)

استادِ محترم کی حوصلہ افزائی!

مادرِ علمی تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ میں ایک طویل عرصہ تک ہزاروں طلباء کو علم کی دولت بانٹ کر ان کی زندگیاں سنوارنے والے ایک سابقہ استادِ محترم جناب ماسٹر احمد علی صاحب اپنے مکتوبِ گرامی میں رقمطراز ہیں:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہٗ و نصلی علی و رسولہِ الکریم

عزیزم... اللہ کرے آپ ہر طرح خیر وعافیت سے ہوں، آمین۔

ہفت روزہ اُردو پوسٹ میں ''رفیق'' نامی شخص کی ہرزہ سرائیوں کا جواب جس تفصیل سے آپ نے نحن انصار اللہ میں شائع کیا ہے اُسے پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ الحمد للہ کہ ہمارے ایک شاگردِ عزیز نے جھوٹے کو اُس کے گھر تک پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور اُس کی ہرزہ سرائی میں اس کی ذاتی خباثت بھی واضح فرمائی ہے۔ جزاء کم اللہ احسن الجزا۔

عزیزم! میرے خیال میں یہ وہ رفیق ہے جو ڈاکٹر محمد رمضان صاحب کا اکلوتا بیٹا تھا اور باپ کی زندگی ہی میں اپنی گستاخیوں اور نافرمانیوں کی بنا پر گھر سے نکل گیا تھا، یا نکال دیا گیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم کی خدمات اور سلسلہ سے وفا کی خاطر میاں محمد ابراہیم جمونی صاحب، ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول نے اس کی اصلاح اور تربیت کی خاطر بطور اَن ٹرینڈ ٹیچر کچھ عرصہ رکھا تھا۔ مگر وہاں رہتے ہوئے بھی یہ ۔

نہ ہو طبیعت ہی جن کی قابل وہ تربیت سے نہیں سنورتے
ہوا نہ سرسبز رہ کے پانی میں عکس سرو کنار جُو کا

زندہ ثبوت بن گیا اور خباثت طبع کہیں اور سے ہٹا کر جماعت کی طرف موڑ لی ہے۔ ہمارے لئے یہ امر اطمینان بخش ہے کہ ہمارے ایک نوجوان شاگرد نے نہایت تفصیل سے اس کی بکواس کا منہ توڑ جواب لکھا ہے۔ کیا ہی اچھا ہوتا ملکی اخبار بھی اس جواب کو اپنے اخبار میں جگہ دیتا۔ ایک عرصہ پہلے بھی یہاں کینیڈا ہی میں کسی اخبار میں اس نے منہ کھولا تھا اُس کا بھی ناطق جواب ہمارے اِسی برخوردار ناصر احمد وینس نے لکھا تھا۔ ع

اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ!

والسلام ۔ خاکسار احمد علی

حال 26 سٹفنی ایوینیو نمبر 57 (برامپٹن)

عرضداشت از شاگرد:۔

استاذی المکرّم کی طرف سے اپنے ایک شاگرد کی اسکی علمی کم مائیگی کے باوجود اس قدر حوصلہ افزائی پر حضرت مصلح موعودؓ کے الفاظ میں فقط یہی عرض ہے۔ ع

شاگرد نے جو پایا اُستاد کی دولت ہے!

کلام الامامؑ کی فصاحت و بلاغت

ایک مخالفِ سلسلہ کی گواہی

پروفیسر ایم۔اے شائق۔کیلگری

1935 کے سال کو گذرے 77 سال ہو چکے ہیں لیکن اتنا لمبا عرصہ گزر جانے کے باوجود مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے الفاظ اب تک میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ جب یہ واقعہ پیش آیا میری عمر اس وقت بارہ سال تھی اور ہم امرتسر کی ایک بیرونی نو آبادی شریف پورہ میں رہتے تھے۔ اس سال موسم گرما کی ایک شام ہمارے والد صاحب حضرت ماسٹر ودہاوے خان صاحبؓ (صحابی حضرت مسیح موعودؑ) نے ہم بھائیوں کو کہا کہ آج بعد از نماز عشاء ہال بازار سے متصل گراؤنڈ میں ایک جلسہ ہو رہا ہے جس میں مولوی ثناءاللہ صاحب امرتسری تقریر کریں گے، ہم سب نے وہاں جانا ہے اور جلسہ گاہ میں چپ بیٹھنا ہے ورنہ مار پڑے گی۔ چنانچہ ہم تین بھائی کھانے کے بعد حضرت والد صاحبؓ کے ہمراہ جلسہ گاہ میں پہنچ گئے۔ میں بھائیوں میں چونکہ سب سے چھوٹا تھا اس لئے حضرت والد صاحب کے ساتھ لگ کر بیٹھ گیا۔ جلسہ میں نعت خواں نے نعت پڑھی اور پھر اس کے بعد جلسہ کی باقاعدہ کاروائی شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم سے آغاز ہوا، پھر نظم پڑھی گئی۔ اس کے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب سامعین کے سامنے تشریف لائے اور قرآن کریم کی تلاوت کے بعد یوں گویا ہوئے:

''برادران اسلام! میں اپنی تقریر اس وقت تک شروع نہیں کر سکتا جب تک میں اپنے ایک دشمن کا شعر نہ پڑھ لوں۔ اور وہ شعر یوں ہے:

جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

جونہی صاحب موصوف نے یہ شعر پڑھا میں نے حضرت والد صاحبؓ کو ہاتھ سے قدرے ہلا کر آہستہ سے کہا ''میاں جی! یہ تو درثمین کا شعر ہے!'' حضرت والد صاحب نے اپنے لبوں پر دو انگلیاں رکھ کر مجھے چپ رہنے کا اشارہ کیا۔ میں چپ ضرور ہو گیا لیکن مولوی صاحب موصوف کے منہ سے حضرت مسیح موعودؑ کی نظم کا شعر سن کر حیران رہ گیا۔ اور مزید حیرانی اس وقت ہوئی جب انہوں نے سامعین کو یہ کہا کہ: ''معزز سامعین! جس طرح قرآن کریم کی اس شخص نے تعریف کی ہے چودہ سو سال میں ایسی تعریف کسی شخص نے نہیں کی''

میں نے جب یہ الفاظ مولوی صاحب کی زبان سے سنے تو مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ جماعت کے ایک سخت مخالف نے بھرے جلسے میں بغیر حضرت مسیح موعودؑ کا نام لئے آپ کا شعر سامعین کو سنایا اور پھر غائبانہ تعریف کے پل باندھ دیئے۔ الحمدللہ۔

مولوی ثناللہ صاحب امرتسری دشمنان احمدیت کی فہرست میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے ہم پلہ تھے۔ ان کے یہ شعر پڑھنے سے میرے دل میں ہمیشہ یہ خیال ابھرتا رہتا ہے کہ یہ لوگ اندرونی طور پر حضرت مسیح موعود کی بعثت کے قائل تھے لیکن دنیاوی فوائد کی خاطر ظاہری طور پر مخالفت کرتے تھے۔

بہر حال مولوی صاحب کا یہ شعر پڑھنا 1935 سے آج تک میرے کانوں میں اکثر گونجتا رہتا ہے۔ میں خدا کو حاضر ناظر جان کر جس کے قبضے میں میری جان ہے کہتا ہوں کہ میں نے جو واقعہ بیان کیا ہے سو فیصدی سچ ہے۔ میرے کانوں نے یہ الفاظ سنے اور میری آنکھوں نے ان کو دیکھا۔

شہیدانِ لاہور کو سلام!

(آدم چغتائی، یوکے)

مہر و مہتاب بھی جن تربتوں پہ جھک کے چلیں
دائمی زیست کے مردانِ شہادت کو سلام
مثلِ کردار کی بے مثل روایت کو سلام
سر گذشتِ غمِ اُلفت کی قیادت کو سلام
محفلِ ہست سے وہ باغِ عدم کو پہنچے
شربتِ جامِ شہادت کی حلاوت کو سلام
زندہ رہنے کی ذرا بھیک نہ مانگی جھک کر
ایسے خوداروں کی غیرت کو حمیت کو سلام
جذبہ وہ غزوۂ حنین کی تقلید کرے
حوصلہ، طارق و طیار سی نخوت کو سلام
ہیں یہی لوگ تو فردوسِ بریں کے وارث
اُن کے ایمان کو تیقن کو عقیدت کو سلام

مخلص قیادت کی ضرورت

محمد محسن چوہان ۔ پیس ولیج سنٹر

خاکسار باقاعدہ ادیب یا کالم نگار تو نہیں لیکن بعض اوقات حالات وواقعات سے متاثر ہو کر کچھ لکھنے کو دل چاہتا ہے ۔ہفت روزہ پاکیزہ انٹرنیشنل ٹورانٹو 4 تا 10 جنوری 2012ء میں مکرم اردشیر کاؤس جی کا کالم ''آخری کالم'' کے عنوان سے پڑھا تو ''نحن انصاراللہ'' کے قارئین کیلئے کچھ لکھنے کا حوصلہ ملا ۔ اصل مُدّعا سے پہلے اس کالم سے متعلق کاؤس جی کے یہ الفاظ بھی ضروری لکھنا چاہتا ہوں ۔ ''یہ میرا آخری کالم ہے، اب میں 85 سال کا ہوں ۔ اوراس ملک کے حالات دیکھ دیکھ کر تھک چکا ہوں ۔ اوراب کچھ امید یا خوش فہمی باقی نہیں رہی ہے'' ۔ (کاؤس جی کچھ روز قبل وفات پا گئے)

ہر دور کا بااختیار انسان تاریخ کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرتا ہے ۔ لیکن تاریخی حقائق تاریخ کے کسی نہ کسی کونے میں محفوظ ہوتے ہیں ۔ اور آنے والے وقت کا تاریخ دان اُسے ڈھونڈ نکالتا ہے ۔ کاؤس جی اپنے کالم کی ابتدا 25 دسمبر ۔ قائداعظم کے یوم پیدائش سے کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''جہاں تک جناح صاحب کا تعلق ہے ۔ انہوں نے اپنی 11 اگست والی یادگار تقریر میں جس کا چند ایک وہ لوگ حوالہ دیتے ہیں جو انکے نقش قدم پر چلنا چاہتے ہیں ۔ اس بات کی وضاحت فرمادی تھی کہ ملک کن خطوط پر گامزن ہوگا ۔ کچھ لوگ اپنی حکومت کے محدود نقطہ نظر کی وضاحت کرنے کیلئے بھی اسے استعمال کرتے ہیں ۔ جہاں تک انتہا پسندوں کا تعلق ہے ۔ بدقسمتی سے ان کی تعداد اس ملک میں کم نہیں ہے ۔ ان کو اوّل تو اس تقریر سے کوئی سروکار ہی نہیں ہے ۔ یا پھر وہ اس سے اپنی مرضی کے مطلب نکالتے ہیں ۔

مسٹر جناح کا نظریہ اس قوم نے فراموش کر دیا ہے ۔ یہاں لفظ سیکولر بغاوت کے مترادف ہے ۔ یہاں تک کہ برداشت اور رواداری کے ذکر کو بھی مشکل ہی سے برداشت کیا جاتا ہے ۔ جبکہ انتہا پسندی کا سایہ معاشرے میں مزید گہرا ہوتا جارہا ہے ۔ مسٹر جناح کا پاکستان عملی طور پر ان کی رحلت سے گھائل ہوگیا ۔ اور جب ان کے قابل اعتماد دستِ راست نے 1949ء میں قرارداد مقاصد منظور کرائی تو اس (پاکستان) کے جانبر ہونے کے امکانات تمام ہوگئے'' ۔

کاؤس جی انتہائی درد سے مزید لکھتے ہیں:

''افسوسناک بات یہ ہے کہ گزرتے ہوئے ہنگامہ خیز برسوں میں جناح اس ملک کے جوانوں کیلئے زیادہ سے زیادہ اجنبی ہوتے جارہے ہیں جبکہ پرانی نسل مسٹر جناح کو جس روپ میں چاہتی ہے دکھا دیتی ہے ۔ فروری 2010ء میں ایک خاتون کالم نویس نے مجھ پر ایک تبصرہ کیا تھا ۔ انہوں نے مجھے مطلع کیا کہ میں جو جناح کے پاکستان کی تلاش میں رہتا ہوں، ہم تو پاکستان کے جناح کو بھی کھو رہے ہیں ۔ انہوں نے لکھا ہمیں اس پر کوئی حیرت نہیں ہوگی ۔ اگر چند سال بعد بانی پاکستان کی ''تصحیح شدہ'' تصویر جس میں وہ ایک باریش بزرگ ہوں، جنہوں نے پگڑی باندھ رکھی ہو دیکھنے کو ملے!! اس میں کوئی شک نہیں ہے ۔ کہ جناح صاحب کی شخصیت اور کلمات کو توڑ مروڑ کر پیش کیا جارہا ہے ۔ کیونکہ ایک لبرل جناح اس ملک کیلئے قابل قبول نہیں ہے'' ۔

تاریخی حقیقت کے حوالے سے یہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے کہ جماعت احمدیہ کے علاوہ ساری مذہبی جماعتوں نے پاکستان کی نہ صرف مخالفت کی بلکہ یہاں تک کہا گیا کہ وہ پاکستان کا پہلا حرف یعنی ''پ'' بھی نہیں بننے دیں گے ۔ پاکستان بننے کے بعد وہ پاکستان کے ٹھیکیدار بن گئے ۔ ان کا مقصد ہمیشہ سے پاکستان کی فلاح و استحقام نہیں بلکہ صرف مخالفت برائے مخالفت یا حکمرانوں وسیاست دانوں کو مذہبی طور پر بلیک میل کرنا رہا ہے ۔ بھٹو صاحب کے دور میں اسلامی سربراہی کانفرنس کا انعقاد ہونے جارہا تھا ۔ اسلامی سربراہی کانفرنس سے تین سال قبل تک جماعت اسلامی نے جگہ جگہ وال چاکنگ کی کہ ''بھٹو جی! روٹھے بھائی مناؤ ۔ سیدھے ڈھاکہ جاؤ'' ۔ جب بھٹو صاحب نے سیاسی طور پر اسلامی ممالک کے سربراہان کو ساتھ ملا کر مجیب سے صلح کرلی اور اسے اسلامی سربراہی کانفرنس میں شمولیت پر راضی کرلیا ۔ تو قیام پاکستان کی مخالف جماعت اسلامی نے ''یوٹرن'' لیا ۔ اور یہ کہتے ہوئے بھٹو کے خلاف شور شرابا ڈالنا شروع کردیا کہ ایک غدّار سے صلح کرلی ۔

اللہ تعالیٰ پاکستان کے حال پر رحم فرمائے ۔ اسے مخلص قیادت نصیب فرمائے کہ پاکستان میں کسی چیز کی کمی نہیں ۔ پیداوار کے سارے عناصر، بہترین زمین، بہترین موسم، بہترین محنتی عوام اور وسائل ۔ اگر کمی ہے تو صرف مخلص قیادت کی کمی ہے ۔

نیشنل مجلس عاملہ انصاراللہ کینیڈا کی

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ میٹنگ

مورخہ 17 جولائی 2012 کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دورہ کینیڈا کے دوران نیشنل مجلس عاملہ انصاراللہ کینیڈا کے ساتھ میٹنگ فرمائی۔ یہ میٹنگ طاہر ہال کی دوسری منزل پر کانفرنس روم میں ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعا کے ساتھ میٹنگ کا آغاز فرمایا۔

☆ ابتداء میں قائد عمومی نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ ہماری مجالس کی تعداد 75 ہے جن میں سے 45 مجالس باقاعدہ اپنی رپورٹ بھجواتی ہیں۔ حضور انور نے فرمایا باقی مجالس کو بھی Active کریں اور رپورٹ کے لئے یاددہانی کروایا کریں۔

حضور انور نے فرمایا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے کہا تھا کہ جب ایک خادم 40 سال کی عمر میں ہوتا ہے تو بڑا فعال ہوتا ہے اور جب 41 ویں سال میں داخل ہوتا ہے تو پتہ نہیں کیوں اس کے ذہن میں آجاتا ہے کہ اب کوئی کام نہیں کرنا۔ اسی لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے انصاراللہ کی صف دوم بنائی تاکہ خدام سے انصار میں آنے والے خدام پہلے کی طرح فعال رہیں۔

☆ صف دوم کے نائب صدر سے حضور انور نے پروگرام کے بارہ میں دریافت فرمایا کہ انصار کی سیر، سائیکلنگ اور کھیلوں وغیرہ کے لئے کیا پروگرام بنایا ہے۔ ان کی سیر کا مقابلہ کروادیا کریں۔ نائب صدر صف دوئم نے بتایا کہ 17 انصار مختلف جگہوں سے سائیکلوں پر انصار کے سالانہ اجتماع پر آئے تھے۔

☆ حضور انور کے دریافت فرمانے پر قائد عمومی نے بتایا کہ انصار کی تجنید 3589 ہے اور ہمیں مجالس سے آن لائن سسٹم کے تحت رپورٹس موصول ہوتی ہیں۔ حضور انور نے فرمایا ہر قائد کو اپنے اپنے شعبہ کی رپورٹ پر تبصرہ کرنا چاہئے۔ علاوہ اس تبصرہ کے جو صدر صاحب کی طرف سے جاتا ہے۔ یہ تبصرے جائیں گے تو مجالس کو کام میں بہتری پیدا کرنے کی طرف توجہ پیدا ہوگی۔

☆ قائد تعلیم نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ ہمارے نصاب میں قرآن کریم اور حدیث کا حصہ بھی ہے۔ اسکے علاوہ مطالعہ کتب میں گزشتہ چھ ماہ میں ''لیکچر لاہور'' تھا اب آئندہ کے لئے ''لیکچر سیالکوٹ'' ہے۔ جو انگریزی زبان سمجھتے ہیں ان کو نصاب انگریزی زبان میں دیا گیا ہے اور پھر اس نصاب کا باقاعدہ امتحان لیا جاتا ہے۔

حضور انور کے دریافت فرمانے پر قائد تعلیم نے بتایا کہ انصار کی طرف سے 296 پیپر آئے تھے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا اپنی تمام مجالس کی عاملہ کو سب سے پہلے شامل کریں۔ عاملہ شامل ہوگی تو پھر دوسرے بھی شامل ہوں گے۔ مجلس، ریجن، ہر لیول پر عاملہ کے ممبران امتحان میں شامل ہوں، اگر تمام ممبران عاملہ شامل ہوں تو یہ تعداد آپ کی ہزار

تک پہنچ سکتی ہے۔آپ کی مجالس کی تعداد 75 ہے تو ایک ہزار پچاس سے زائد تو آپ کی عاملہ کے ممبران ہی ہو جائیں گے۔

حضور انور نے فرمایا آپ نے ایسے قائدین کو کیوں رکھا ہوا ہے جو خود بھی نمونہ نہیں ہیں۔اسی طرح دوسری مجالس عاملہ کے ممبران بھی امتحان میں شامل نہیں ہوئے۔عاملہ کے سب ممبران اور عہدیداران کو تو دوسروں کے لئے نمونہ بننا چاہئے۔

☆ قائد تربیت کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ نمازوں، نوافل اور تہجد کی طرف انصار کو خصوصی توجہ دلائیں۔اسی طرح انتظامی باتوں کی طرف بھی توجہ دلائی جائے۔بعض گھروں میں نظام کے بارہ میں باتیں ہوتی ہیں۔گھروں کی حالتوں سے اس بات کا پتہ چل جاتا ہے کہ نظام کے بارہ میں باتیں ہوتی ہیں کہ فلاں امیر اچھا تھا۔فلاں اچھا نہیں ہے، یا فلاں عہدیدار ایسا ہے تو ان باتوں پر آپ کو زور دینا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا میں جو خطبات دیتا ہوں ان میں حالات کے مطابق نصائح کرتا ہوں اور جو ہدایات دیتا ہوں وہ آپ کے لائحہ عمل کا حصہ ہونی چاہئیں حضور انور نے فرمایا گھروں کے ماحول سے باخبر رہیں، بڑوں کی ذمہ داری یہ بھی ہے کہ توجہ دلاتے رہیں۔اللہ تعالیٰ نے مسلسل نصیحت کرتے چلے جانے کا حکم دیا ہے۔اس کا اثر ہوتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا آپ یہاں پیس ویلج میں اپنا زعیم اعلیٰ بنائیں، آپ لائحہ عمل نہیں پڑھتے اپنا دستور نہیں پڑھتے؟ اپنا زعیم اعلیٰ بنائیں۔نماز فجر اور عشاء کی حاضری کے بارہ میں حضور انور نے دریافت فرمایا کہ مسجد میں کتنے انصار آجاتے ہیں۔قائد تربیت نے بتایا کہ دو تین صفیں ہوتی ہیں اس پر حضور انور نے فرمایا اس پیس ویلج میں مثال قائم نہیں کریں گے تو دوسری مجالس میں کس طرح ہوگی۔نمازوں وغیرہ پر بہت توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

حضور انور نے فرمایا یہاں جو برگر وغیرہ ملتے ہیں، میں نے سنا ہے کہ خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے کہ جو جھٹکے کا گوشت ہے اس پر بسم اللہ پڑھو اور کھا جاؤ۔یہ کہاں لکھا ہے؟ آپ نے ہرگز یہ نہیں فرمایا۔آپ نے تو یہ کہا تھا کہ ذبح کرتے ہوئے ہر جگہ خون نکالا جاتا ہے اور غیر اللہ کا نام لے کر ذبح نہیں ہوتا۔اس لئے خدا تعالیٰ کا نام لو اور کھا لو۔تو اس بارہ میں بھی تربیت کی ضرورت ہے، انصار کو تربیت کرنی چاہئے۔غلط بات نہ منسوب کی جائے۔

حضور انور نے فرمایا اب برگر وغیرہ میں جہاں چکن فرائی ہو رہا ہوتا ہے وہاں اسی تیل میں سؤر بھی فرائی ہو رہا ہوتا ہے، ایسی جگہوں پر نہ کھائیں۔چکن کھانا جائز ہے لیکن یہ نہیں کہ اس میں سؤر کی یا کسی حرام چیز کی ملاوٹ ہو۔

☆ قائد تبلیغ نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ اس سال ابھی تک انصار کے ذریعہ ایک بیعت ہوئی ہے۔ہم نے 18 ہزار فلائرز تقسیم کئے ہیں۔اس پر حضور انور نے فرمایا فرانس چھوٹا سا ملک ہے۔انہوں نے دو لاکھ سے زیادہ فلائرز تقسیم کر دیئے ہیں۔قائد تبلیغ نے بتایا کہ ہم نے قرآن کریم کی نمائش پر کام کیا ہے۔سات بک سٹال لگائے ہیں۔بہت سے لوگ آئے ہیں۔اس پر حضور انور نے فرمایا یہ بھی جائزہ لے لیا کریں کہ سب مل کر کوشش کریں تو شائد اس کا زیادہ اچھا اثر ہو۔قائد تبلیغ نے بتایا کہ امسال جلسہ سالانہ پر 322 مہمان انصار کے ذریعہ آئے۔455 انصار کے رابطے ہیں۔

☆ قائد تربیت نو مبائعین نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ گزشتہ سال کے آٹھ نو مبائعین انصار سے تربیتی رابطہ ہے۔حضور انور نے دریافت فرمایا ان کی ٹریننگ کا سپیشل پروگرام کیا ہے؟ اس پر قائد تربیت نو مبائعین نے بتایا کہ نو مبائعین سے ریگولر رابطہ ہے۔اس پر حضور انور نے فرمایا جہاں جہاں نو مبائعین ہیں اس علاقہ کے مربی سے بھی رابطہ کروائیں۔اسی طرح مختلف علاقوں میں ایسے لوگ ہونے چاہئیں جو نو مبائعین سے باقاعدہ رابطہ میں ہوں۔حضور انور نے فرمایا ہر مجلس میں آپ کی ٹیم کے ممبرز ہونے چاہئیں جو رابطہ رکھیں۔

☆ قائد تعلیم القرآن نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ مساجد میں کلاسز جاری ہیں۔حضور انور نے فرمایا امریکہ نے Online کلاسز شروع کی ہیں۔اس میں آپ لوگ بھی شامل ہو سکتے ۔حضور انور نے فرمایا ایسے بوڑھے جن کو پڑھنا آتا ہے انہیں کہیں کہ وقف عارضی کریں، مختلف جماعتوں میں جا کر بچوں کو پڑھایا کریں۔

☆ قائد مال نے بتایا کہ گزشتہ سال 3589 انصار میں سے 1934 نے چندہ دیا۔اس سال پہلے چھ ماہ میں 1600 انصار نے چندہ ادا کیا ہے۔اس پر حضور انور نے فرمایا جو انصار نہیں کماتے ان کا ذریعہ آمد نہیں ان کو کہیں کہ جتنا چندہ دے سکتے ہیں دے دیں۔سب کو بتائیں کہ چندہ کوئی ٹیکس نہیں ہے۔ایک قربانی ہے جو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے دی جاتی ہے۔جو چندہ دینے میں سست ہیں یا نہیں دیتے ان کو اعتماد میں لائیں اور مختلف پروجیکٹ اور پروگرام وغیرہ بتائیں کہ اس میں خرچ ہوتا ہے۔کوشش کریں کہ جو نہیں شامل ان کو شامل کریں۔

☆ قائد تحریک جدید کو ہدایت دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ یہ خیال رکھیں کہ جو انصار کماتے ہیں اور وہ چندہ عام نہیں دیتے لیکن چندہ تحریک جدید ادا کرتے ہیں تو ان کا یہ چندہ تحریک جدید چندہ عام میں جانا چاہئے کیونکہ چندہ عام لازمی ہے اور لازمی چندہ کی ادائیگی پہلے ضروری ہے ہر کام حکمت سے کرنے کی ضرورت ہے۔

☆ قائد ایثار نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ ہم خدمت خلق کے کام کرتے ہیں۔

☆ قائد وقف جدید نے بتایا کہ کوشش کر رہے ہیں کہ تمام انصار اس سکیم میں شامل ہوں۔

☆ قائد تجنید نے بتایا کہ انصار کی تجنید 3589 ہے جو کہ ہم نے نیشنل ڈیٹا سے لی ہے۔ حضور انور نے فرمایا انصار کا اپنا نظام ہے۔ آپ اپنا کام گراس روٹ لیول پر کریں اور اپنی تجنید بنائیں جماعت سے یہ تجنید لے لینا درست نہیں ہے۔ ہر حلقہ کا، ہر مجلس کی تعداد کا آپ کو علم ہونا چاہئے اور آپ کو یہ انفارمیشن آپ کی انصار کی مجالس سے آنی چاہئیں نہ کہ جماعتی نظام کی طرف سے، اپنی تجنید گراس روٹ لیول پر جائزہ لے کر خود بنائیں۔

حضور انور نے فرمایا اگر کوئی اسائیلم سیکر ہے تو جماعتی نظام سے پوچھ کر پھر تجنید میں شامل کریں۔ جماعتی نظام اپنی تحقیق کر کے آپ کو بتادے گا۔

☆ قائد اشاعت نے بتایا کہ انصار کا رسالہ شائع کرتے ہیں۔ اس میں روائیتی مضامین کے علاوہ مجالس کی رپورٹس بھی شائع کرتے ہیں۔

☆ قائد ذہانت وصحت وجسمانی نے بتایا کہ انصار کو تلقین کرتے ہیں کہ سیر کیا کریں اور ورزش بھی کیا کریں۔

☆ ایک معاون صدر نے بتایا کہ مجالس سے آنے والی رپورٹس کے Minutes تیار کرتا ہوں۔ دوسرے معاون صدر نے بتایا کہ ضیافت سے متعلق امور میرے سپرد ہیں۔

☆ ریجنل ناظمین نے بتایا کہ مختلف ریجن کی مجالس ان کے سپرد ہیں وہ ان مجالس کے دورے بھی کرتے ہیں اور ان کے بعض پروگراموں میں بھی شامل ہوتے ہیں۔ تین اراکین خصوصی نے بتایا کہ ہم دعا کرتے ہیں۔ نائب صدران نے بتایا کہ ہمارے سپرد بعض شعبے اور ریجنز کی نگرانی ہے۔

میٹنگ میں نائب قائدین بھی موجود تھے۔ حضور انور نے ان سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ نائب قائدین کے لئے بھی وہی ہدایات ہیں جو میں نے قائدین کو دی ہیں۔

نیشنل مجلس عاملہ کے ساتھ حضور انور کی یہ میٹنگ تقریباً 45 منٹ تک جاری رہی۔ بعد ازاں سب نے حضور انور کے ساتھ گروپ فوٹو بنوانے کی سعادت پائی اور شرف مصافحہ حاصل کیا۔

☆☆☆☆☆

حضرت منشی اروڑے خان صاحبؓ

حضرت منشی اروڑا خان صاحب
مسکن: کپورتھلہ
وفات: ۱۹۱۹ء

حضرت مسیح موعودؑ کے ایک صحابی حضرت منشی اروڑے خان صاحبؓ تھے۔ آپ نے بہت ہی معمولی ملازمت سے ترقی کی تھی۔ پہلے آپ کچہری میں چپڑاسی کا کام کرتے تھے پھر اہلمد کا عہدہ آپ کو مل گیا اور بعد میں نقشہ نویس ہو گئے۔ یونہی ترقی کرتے کرتے آپ تحصیلدار کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے۔ حکومت کی طرف سے آپ کو خان بہادر کا خطاب بھی ملا۔

آپ کی آخری عمر میں ایک نوجوان نے آپ سے سوال کیا کہ کیا دوران ملازمت کبھی رشوت لی؟ آپ کے چہرے پر جوش صداقت سے بھری ہوئی سنجیدگی طاری ہوئی اور آپ نے فرمایا میں نے جب تک نوکری کی اور جس طرح اپنے فرض کو ادا کیا اور جس دیانت سے کیا اور جو فیصلے کئے اور جس صداقت اور ایمانداری سے کئے اور پھر جس طرح اپنے دامن کو نجاستوں سے بچایا، یہ سب باتیں ایسی ہیں کہ اگر میں اپنے رب سے دعا کروں تو ایک تیر انداز کا تیر تو خطا ہو سکتا ہے مگر میری دعا ہرگز خطا نہیں ہوسکتی۔

مجلس انصار اللہ کینیڈا کا ستائیسواں سالانہ اجتماع

مرتبہ: محمد جاوید ظریف قائد اشاعت مجلس انصار اللہ کینیڈا

مجلس انصار اللہ کینیڈا کو اپنا ستائیسواں سالانہ اجتماع مورخہ یکم اور دو ستمبر 2012ء بروز ہفتہ و اتوار حدیقہ احمد بریڈفورڈ کے مقام پر منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اجتماع کی کامیابی کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں دعا کی درخواست کے ساتھ ساتھ جملہ انتظامی امور کے سلسلہ میں بھی کئی میٹنگز ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس دو روزہ روحانی اجتماع کے تمام پروگرامز روحانی ماحول میں نہایت کامیابی کے ساتھ انعقاد پذیر ہوئے۔ امسال اجتماع کے پروگرام میں کچھ تبدیلی کی گئی اور مجلس شوریٰ علیحدہ طور پر 31 اگست 2012ء بروز جمعہ مسجد بیت الاسلام میں منعقد ہوئی۔

پہلا روز ہفتہ یکم ستمبر 2012ء

دن کا آغاز علی الصبح باجماعت نماز تہجد و نماز فجر کی ادائیگی اور درسِ حدیث مقبولؐ کے ساتھ ہوا۔ نمازیں مسجد بیت الاسلام میپل میں ادا کی گئیں۔ اِس کے بعد انصار بھائی حدیقہ احمد کیلئے روانہ ہوئے جہاں پر ناشتے کا انتظام کیا گیا تھا۔

افتتاحی سیشن

اجتماع کے پہلے روز کاروائی کے پہلے سیشن کا آغاز تقریباً گیارہ بجے مولانا مبارک نذیر صاحب، مشنری انچارج کینیڈا کی زیرِ صدارت ہوا۔ محترم خضر احمد صاحب نے قران کریم کی تلاوت کی۔ مکرم محمد اشرف عارف صاحب مربی سلسلہ نے انگلش ترجمہ اور نفسِ مضمون پیش کیا۔ اِس کے بعد محترم اشرف عارف صاحب نے ہی درسِ حدیث دیا۔ آپ نے نماز تہجد کی اہمیت کے بارے میں حدیث نبویؐ بیان کی۔ اس کے بعد تمام حاضرین اجتماع نے کھڑے ہو کر صدر انصار اللہ محترم شفقت محمود صاحب کے ساتھ انصار اللہ کا عہد دہرایا، محترم اشفاق احمد صاحب نے درثمین سے نظم پیش کی اور ساتھ ہی انگریزی ترجمہ پیش کیا۔

افتتاحی خطاب

مکرم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب

آپ نے تمام حاضرین اجتماع کو خوش آمدید کہا اور سب کا شکریہ ادا کیا۔ آپ نے کہا کہ جب ایک بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کی والدہ کو انتظار ہوتا ہے کہ وہ کب طفل اور پھر خادم بنتا ہے۔ جلد ہی وہ وقت بھی آتا ہے جب وہ ناصر بن جاتا ہے اور اِس کے بعد کوئی مقام نہیں۔ لیکن یہ غم کی بات نہیں کیونکہ اِسی عمر میں خدا کی نبوت ملتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم سب لمبی زندگی کی تمنا کرتے ہیں لیکن زندگی بہت جلد گذر جاتی ہے لہذا ہمیں یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ ہم نے آخرت کے امتحان کی تیاری کرنی ہے۔ آپ نے مزید کہا کہ انصار ہونے کے حوالے سے ہمیں اِس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ ہم نے اپنے بچوں کے حوالے کیا کیا ہے۔ ہماری کامیابی کا دارومدار اِس بات پر ہے کہ ہم کتنے احسن طریقے سے یہ امانت آنے والی نسلوں کے سپرد کرتے ہیں۔ آپ نے انصار کو توجہ دلائی کہ آپ اِس ملک میں کسی خاص مقصد کے لئے آئے ہیں اسکو سمجھیں اور اِس کا حق ادا

کرنے کی کوشش کریں۔ گھروں کا ماحول ٹھیک رکھیں اگر ماحول خراب ہوگا تو بچے گھر سے باہر ہی رہیں گے۔ بچے تقریروں سے نہیں بلکہ ہمارے نمونہ سے متاثر ہوتے ہیں۔ جو لوگ بچوں کی تربیت کی فکر نہیں کرتے انکے فوت ہوتے ہی گھر سے احمدیت بھی فوت ہوجاتی ہے۔ آپ نے اپنی تقریر کے دوران کئی ایمان افروز اور دلچسپ واقعات بھی بیان کئے۔

نماز کی اہمیت

مکرم مرزا محمد افضل صاحب، پروفیسر جامعہ احمدیہ کینیڈا

افتتاحی سیشن کی دوسری تقریر مکرم مرزا محمد افضل صاحب نے کی جسکا عنوان تھا نماز کی اہمیت۔ آپ نے کہا کہ نماز اسلام کا دوسرا ستون ہے۔ آپ نے کہا کہ نماز روحانی گند کو صاف کرتی ہے اور بے حیائی اور بداخلاقی سے روکتی ہے، کیا ہماری نمازیں ہماری روحانی کمزوریوں کو دور کرتی ہیں؟ کیا ہمارے اخلاق درست ہوتے ہیں؟ آپ نے مزید کہا کہ حضورؐ نے کبھی نماز ترک نہیں کی سوائے اِس وقت جب دشمن نے آپکو اس سے باز رکھا۔ آپؐ اپنی نماز اس حسین طریقے سے ادا کرتے تھے کہ لگتا تھا کہ آپؐ اپنے رب کے نشۂ عشق میں مخمور ہیں۔ آپ نے انصار دوستوں کو نصیحت کی کہ دوست نماز کو بھی اِسی طرح وقت دیا کریں جس طرح دوسرے دنیاوی کاموں کو دیتے ہیں نیز حتی الوسع کوشش کرنی چاہئے کہ باوضو ہو کر نماز پڑھی جائے کیونکہ وضو کے بغیر نماز کا احسن رنگ میں ادا ہونا قریباً ناممکن ہے۔

خلافت کی محبت اور ہماری ذمہ داریاں

مولانا عبدالرشید انور صاحب

مولانا عبدالرشید انور صاحب، مربی سلسلہ مانٹریال نے اپنے خطاب میں کہا کہ محبت ہم بہت سی چیزوں سے کرتے ہیں لیکن خلافت سے محبت مختلف ہے اِس محبت کو دو پہلوؤں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ خلیفہ کی جماعت سے محبت اور جماعت کی خلیفہ سے محبت۔ آپ نے خلیفہ کی جماعت سے محبت کے ضمن میں بیان کیا کہ حضرت مصلح موعودؓ پر جب 1954ء میں حملہ ہوا تو احباب جماعت کی بے چینی کو دیکھتے ہوئے آپؓ نے جو پیغام بھجوایا اس سے خلیفہ کی احباب سے محبت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ آپ نے پیغام بھیجا ''میں آپ سے اپنی بیویوں اور بچوں سے زیادہ محبت کرتا ہوں''، حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ جب 1984ء میں ربوہ سے لندن کے لئے روانہ ہونے لگے تو آپ نے نماز عصر کے وقت مسجد مبارک ربوہ میں موجود احباب کو بیٹھنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا ''میں نے آپکو صرف دیکھنے کے لئے بٹھایا ہے تقریر کرنے کے لئے نہیں''

احباب جماعت کی خلیفہ وقت سے محبت کے پہلو کو بیان کرتے ہوئے آپ نے بیان کیا کہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ افریقہ کے دورے پر تشریف لے گئے تو ایک عورت اپنے بچے کو بغل میں دبائے آپ کی کار کے ساتھ اس وقت تک بھاگتی رہی جب تک حضورؒ اور بچے نے ایک دوسرے کو دیکھ نہ لیا۔ قیام پاکستان سے پہلے کی بات ہے کہ ٹریبیون نامی ایک اخبار نے حضرت مصلح موعودؓ کی وفات کی جھوٹی خبر شائع کر دی اِس خبر کو سنکر دوستوں کی ایک کثیر تعداد قادیان کیطرف بھاگی۔ جب حضور کو اس بات کا علم ہوا تو حضور اپنے پیاروں کی دلداری کے لئے قادیان سے چل پڑے اور دوستوں کو رستے میں آلیا۔ مولانا کی یہ خوبصورت تقریر چونکہ اردو زبان میں تھی اِس لئے انہوں نے مختصراً اس تقریر کا لُبِ لباب انگریزی زبان میں بھی بیان کیا۔

تقریباً پونے ایک بجے اِس سیشن کا اختتام ہوا اور دوستوں نے مشاہدہ معائنہ اور پیغام رسانی جیسے دلچسپ مقابلوں میں حصہ لیا۔ ڈیڑھ بجے دوپہر دوستوں نے کھانا کھایا اور دو بجکر تیس منٹ پر نمازِ ظہر و عصر ادا کی گئیں۔

علمی مقابلہ جات

نمازوں کی ادائیگی کے بعد ریجنل سطح پر نمایاں پوزیشنز حاصل کرنے والے انصار دوستوں کے مابین علمی مقابلہ جات کا آغاز ہوا۔ تلاوت، نظم، اردو اور انگریزی تقریر کے دلچسپ مقابلے ہوئے۔ انصار ان مقابلوں میں بھرپور تیاری کے ساتھ شریک ہوئے اور ان مقابلوں کا معیار بہت اعلیٰ رہا۔

ورزشی مقابلہ جات

تقریباً پانچ بجے سہ پہر چائے کے وقفے کے بعد ورزشی مقابلہ جات کا آغاز ہوا۔ انصار بھائیوں نے انفرادی اور اجتماعی مقابلوں میں اپنی اپنی جماعتوں کی نمائندگی کا حق خوب ادا کیا۔ والی بال، رسہ کشی، کلائی پکڑنے اور مختلف دوڑوں کے مقابلے ہوئے۔ علمی اور ورزشی

مقابلہ جات کے دوران انصار کی ایک کثیر تعداد کھلاڑیوں کی حوصلہ افزائی کیلئے وہاں موجود رہی ۔تقریباً آٹھ بجے رات مقابلوں کا اختتام ہوا اور دوست نماز مغرب وعشاء کی ادائیگی کیلئے مین مارکی میں تشریف لے آئے ۔

نیشنل امیر صاحب کے ساتھ مجلسِ سوال وجواب

رات نو بجے کے قریب محترم امیر صاحب کینیڈا کے ساتھ ایک مجلس سوال وجواب کا انعقاد ہوا جو تقریباً ایک گھنٹہ جاری رہی ۔دوستوں نے مختلف مسائل سے متعلق امیر صاحب سے سوال کیئے ۔محترم امیر صاحب نے ان سوالات کے جوابات نہایت علمی رنگ میں دیئے ۔

دوسرا دن ۔ 2 ستمبر بروز اتوار 2012ء

اتوار کو حسب معمول اجتماعی نماز تہجد کے ساتھ پروگرام کا آغاز ہوا ۔نماز فجر ، درس حدیث کے بعد دوستوں نے حدیقہ احمد جانے کی تیاری کی جہاں ناشتے کا انتظام تھا۔تقریباً نو بجکر بیس منٹ پر کھیلوں کے مقابلے دوبارہ شروع ہوئے جو تقریباً گیارہ بجے تک جاری رہے ۔ان مقابلوں کی خاص بات اِس دفعہ کرکٹ کا نمائشی میچ تھا جس میں انصار کا جوش و جذبہ دیدنی تھا۔ ہر ناصر اِس دلچسپ میچ میں حصّہ لیکر اپنے گذرے دنوں کی یاد کو تازہ کرنا چاہتا تھا۔

دوسرا سیشن

تقریباً گیارہ بجکر تیس منٹ پر اجتماع کے دوسرے سیشن کا آغاز ہوا ۔تلاوت قرآن کریم اور اُردو ترجمہ مکرم بشارت احمد صاحب ، درھم جماعت نے پیش کیا ۔ اس کے بعد مکرم ظفر اقبال صاحب مربی سلسلہ نے انگلش ترجمہ اوران آیات کا نفسِ مضمون بھی پیش کیا ۔مکرم کرنل دلدار احمد صاحب نے نماز کی اہمیت کے موضوع پر احادیث نبویؐ کو نہایت حسین پیرائے میں پیش کیا۔

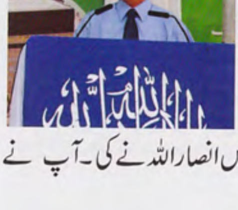

منصور ناصر صاحب کی تقریر بعنوان:

صحابہ کرامؓ حضرت مسیح موعودؑ

اِس سیشن کی پہلی تقریر مکرم منصور احمد ناصر، قائد تعلیم مجلس انصار اللہ نے کی ۔آپ نے اپنی تقریر میں حضرت حکیم مولانا نورالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت مولانا غلام رسول راجیکیؓ ، حضرت مولوی عبدالکریم سیالکوٹیؓ ، حضرت پیر سراج الحق نعمانیؓ (جن کے نام پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی ایک کتاب کا نام ''نورالحق'' رکھا) کی زندگیوں سے دلوں کو گرما دینے والے واقعات بیان کئے ۔

ڈاکٹر محی الدین مرزا صاحب کی تقریر بعنوان:

حلال اور طیب رزق کی برکات

ڈاکٹر صاحب نے خوراک کے حوالے سے بتایا کہ کس طرح حلال اور طیب خوراک ہماری روحانی و اخلاقی حالت پر اثر انداز ہوتی ہے ۔ اِس ضمن میں انہوں نے خوراک کے طبعی اثرات پر بھی روشنی ڈالی ۔ ہمیشہ کیطرح لطیف مزاح بھی آپ کی تقریر کا خاصا رہا جو سامعین کیلئے دلچسپی کے سامان مہیا کرتا رہا۔

معلومات عامہ کا مقابلہ

اِس کے بعد وہ مقابلہ شروع ہوا جس کا انصار کو شدت سے احساس تھا۔ جنرل نالج کے اِس مقابلے کا اہتمام شعبہ تعلیم کیطرف سے کیا گیا تھا۔ اِس میں 5 ریجن کی ٹیموں نے شرکت کی اور پوچھے گئے سوالات کے جوابات دیئے ۔ ہر ٹیم تین ارکان پر مشتمل تھی ۔ مقابلے میں ٹیموں کی پوزیشن کچھ یوں رہی ۔

اوّل ۔ یارک ریجن:

ملک منصور احمد صاحب ، ہادی احمد خان صاحب ، منیر الحق شاہد صاحب

دوئم ۔ جی ٹی اے سنٹر:

تحسین مجید صاحب ، ادریس احمد صاحب ، جمیل احمد صاحب ۔

سوئم ۔ ایسٹرن کینیڈا:

ڈاکٹر محمد نعیم صاحب، شہزاد احمد صاحب، عبدالرحمٰن فاتح صاحب۔

اِس مقابلے کے معاً بعد میپل نارتھ ریجن کے ناظم محترم اشفاق احمد صاحب نے دلوں کو گرما دینے والی نہایت خوبصورت نظم پیش کی۔

اختتامی اجلاس

دوپہر کے کھانے کے بعد نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کے بعد اس بابرکت اجتماع کے اختتامی سیشن کا اجلاس ہوا۔ جس کی صدارت محترم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت کینیڈا نے بنفسِ نفیس فرمائی۔ تلاوت قرآن پاک پریری ریجن کے سید شعیب احمد جنون صاحب نے کی جبکہ میری ٹائم جماعت کے مکرم ڈاکٹر محمد نعیم صاحب نے نظم اور اسکا انگریزی ترجمہ پیش کیا۔

صدر مجلس انصاراللہ کا خطاب

آپ نے کہا کہ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ہمیں یہ کامیاب اجتماع منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ میں نے جب بھی حضور کی

خدمت میں بغرض دعا خط لکھا بہت محبت بھرا جواب آیا۔ آپ نے مزید کہا کہ حضور ہمیں خداتعالیٰ سے تعلق قائم کرنے کی بار بار تلقین کرتے ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ایسے عبادت گذار بندے بنائے جو اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنے والے ہوں۔ آخر میں آپ نے ان تمام دوستوں کا شکریہ ادا کیا جنھوں نے اجتماع کے سلسلہ میں کسی بھی طرح کی معاونت کی۔

تقریب تقسیم انعامات

اِس کے بعد مکرم امیر صاحب نے تعلیمی اور ورزشی مقابلہ جات میں اعلیٰ درجات پانے والے انصار میں انعامات تقسیم کئے۔

مکرم کلیم احمد ملک صاحب، نائب امیر کی تقریر بعنوان:

حضرت مسیح موعودؑ کی محبتِ قرآن

تقریب تقسیم انعامات کے بعد مکرم کلیم احمد ملک صاحب نے تقریر کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں آنحضورؐ کی اِس مشہور حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ آخری زمانہ میں ایمان ثریا پر چلا جائے گا اور قرآن اور اسلام صرف نام کے باقی رہ جائیں گے پھر اس وقت میں امام مہدی اور مسیح موعودؑ آ کر اس کو دوبارہ زمین پر لائیں گے۔ آپ نے کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آ کر اعلان عام فرمایا کہ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ آپ نے اپنی تقریر کے دوران حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض نثری اور منظوم تحریرات پڑھ کر سنائیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قرآن سے محبت کی غماز ہیں۔ آخر میں آپ نے انصار بھائیوں پر زور دیا کہ وہ اپنے گھروں کو قرآن کے نور سے منور کرنے کیلئے گھروں میں باقاعدہ تلاوت پر زور دیں۔ اِس تقریر کے بعد انصار بھائیوں نے صدر صاحب انصاراللہ کے ساتھ کھڑے ہو کر عہد دہرایا۔

محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ کینیڈا کا اختتامی خطاب

آپ نے اپنی تقریر میں حقیقی خوشی کی بابت روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ الحمدللہ ہم وہ خوش قسمت ترین جماعت ہیں جن سے زیادہ حقیقی خوشی کی حامل کوئی جماعت نہیں۔ آپ نے بتایا کہ 1974ء میں جب احباب جماعت کے گھروں کو جلایا جا رہا تھا اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جماعت کو ایک پیغام دیا جو ہمارا ماٹو بن گیا۔ کہ ”کسی ماں نے وہ بچہ نہیں جنا جو ہم سے ہماری مسکراہٹیں چھین سکے“۔ آپ نے مزید بتایا کہ آج ساری دنیا خوشی کی تلاش میں ہے لیکن ان کو خوشی نہیں مل رہی ادھر تحقیق سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ خوش باش لوگ دوسروں پر بھی اچھا اثر ڈالتے ہیں۔ اللہ کرے کہ ہم خوش رہیں اور حقیقی مسرّتوں کے ساتھ اسلام کا پیغام دوسروں تک پہنچائیں۔ آپ نے دعا کی کہ اللہ کرے کہ ہم سب اس روحانی اجتماع کی برکات سے حقیقی طور پر بہرہ مند ہو کر اپنے گھروں کو لوٹیں۔ ساڑھے چار بجے امیر صاحب نے اجتماعی دعا کروائی اور یوں یہ بابرکت روحانی ماحول کا حامل اجتماع اختتام پذیر ہوا۔ الحمدللہ

صاحبانِ فکرونظر... اور... شُرفائے وطن کے نام کھُلا خط

کیا صرف ''بجّو'' نامی جانور ہی انسانی قبریں خراب کرتا ہے...؟!

آج سے کئی عشرے قبل ماحول اور واقعات کے پسِ منظر، انسانی اقدار کے بیرومیٹر اور عوام الناس کی نبض پر ہاتھ رکھ کر اشعار کہنے والے نامور شاعر جناب فیض احمد فیضؔ نے ارضِ وطن سے مخاطب ہو کر کہا تھا۔

نثار میں تیری گلیوں کے اے وطن! کہ جہاں
چلی ہے رسم کہ کوئی نہ سر اُٹھا کے چلے
جو کوئی چاہنے والا طواف کو نکلے
نظر چُرا کے چلے۔ جسم و جاں بچا کے چلے
ہے اہلِ دل کیلئے اب یہ نظم بست و کشاد
کہ سنگ و خشت مقیّد ہیں اور سگ آزاد

فیضؔ صاحب نے منٹگمری جیل میں پسِ دیوارِ زنداں جس وقت اپنی یہ مشہور نظم لکھی تھی، اُن دنوں معاشرتی اقدار کی حالت اتنی دگرگوں نہ تھی جس کا مہیب نقشہ آج ارضِ وطن کی گلیاں پیش کر رہی ہیں۔ حتیٰ کہ نہ ہی ''سگ'' اسقدر مادر پدر آزاد اور اتنے ''بے زنجیر'' اور کھُلے تھے کہ وطن کا ہر شریف النفس شہری ان سے ''نظر چرا کے یا جسم و جاں بچا کے'' چلنے پر مجبور ہو چکا ہو! آج جب وطنِ عزیز کی گلیوں پر نظر پڑتی ہے تو بانیٔ پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ کی روح بھی لاریب اپنی لحد کے اندر یہ کریہہ مناظر دیکھ دیکھ کر تڑپ تڑپ جاتی ہوگی کہ:

کس طرح شرفِ انسانیت اور اخلاقی اقدار سے عاری مُٹھی بھر طائفے نے دنیا کے عظیم مذہب اسلام کی رواداری جیسی پاکیزہ وارفع تعلیمات کو پسِ پشت ڈال کر اور مذہب کا بزعم خویش ٹھیکیدار بن کر اسلام کو ہائی جیک کر رکھا ہے۔ چنانچہ کہیں تو رمشا مسیح جیسی ذہنی معذور بچی کے کوڑے کرکٹ کے لفافے میں ایک امام مسجد خود ہی سیپارے کے اوراق جلا کر ڈال دیتا ہے۔ تاکہ اپنی مذہبی دوکانداری کی قیمت وصول کر کے عیسائی خاندان کی جگہ پر قبضہ جمایا جا سکے۔

کہیں ملالہؔ یوسف زئی جیسی وطن کی معصوم بیٹی کی زندگی کے اسلئے درپے آزار ہو جاتا ہے کہ وہ انسانِ کامل، رحمت العالمین، محبوب کبریا حضرتِ اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمانِ مبارک کی عملی مؤیّد تھی کہ ''ہر مسلمان مرد اور عورت پر علم حاصل کرنا فرض ہے''

کہیں شیعہ اور احمدیؔ مسلک کے لوگوں کو اس لئے چُن چُن کر ٹارگٹ کلنگ کا نشانہ بنایا جا رہا ہے کہ مذہب کے نام پر انسانی خون کی ہولی کھیلنے والی اِن خون آشام بلاؤں کو ان کے ذاتی مسلک سے اختلاف ہے۔

پہلے تو اپنے ہی ہم وطنوں کے خون کے یہ پیاسے ان کی جیتی جاگتی زندگیوں کے چراغ گل کر کے وطن کی بیٹیوں کے سہاگ اُجاڑنے اور نونہالانِ وطن کو یتیم کرنے کی مہم کیلئے سُدھائے گئے تھے۔ لیکن جب اس پر بھی ان کی پیاس نہیں بجھی تو شرفِ انسانیت کی تمام حدود کو پھلانگتے ہوئے اب مُردہ انسانوں کی قبروں کی بے حرمتی پر بھی اتر آئے ہیں۔ جس کی تازہ ترین مثال جناب خادمِ اعلیٰ پنجاب کے آبائی گھر والے علاقہ ماڈل ٹاؤنؔ میں جماعتِ احمدیہ کے قبرستان کے اندر ایک مسلح گروہ کا گھس کر اسلام کی پاکیزہ تعلیمات اور رحمت العالمین حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق محمدیؐ کے برعکس قبروں اور کتبوں کی توڑ پھوڑ ہے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ ایک مرتبہ رحمت العالمین صلعم اپنے صحابہ کے ہمراہ تشریف فرما تھے کہ قریب سے ایک جنازہ گزرا۔ اسے دیکھ کر انسانِ کامل صلعم احتراماً کھڑے ہو گئے۔ ایک صحابی نے عرض کی یا رسول اللہ یہ تو (معاندِ اسلام گروہ) یہودی شخص کا جنازہ ہے۔ آپ نے فرمایا: ''کیا یہودی انسان نہیں ہوتے ؟!''

بہر کیف تفصیل اس اجمال کی کچھ یوں ہے کہ مورخہ 2 دسمبر کی رات درجن بھر سے زائد مسلح نقاب پوش ''مجاہدینِ اسلام'' ماڈل ٹاؤن لاہور میں واقع احمدیہ قبرستان میں زبردستی داخل ہوئے اور وہاں موجود گورکن اور چوکیدار کو تشدد کا نشانہ بنا کر رسیوں سے باندھ دیا۔ اور بعد ازاں اوزاروں اور ہتھوڑوں وغیرہ کی مدد سے ایک سو بیس قبروں کے کتبے توڑ ڈالے۔ اس عظیم الشان ''خدمتِ اسلام'' کا فریضہ نہایت تسلی سے انجام دیکر غالباً اسی نوعیت کی کوئی اور خدمتِ دین کی بجا آوری کیلئے قبرستان سے چلے گئے.....!

ویسے جس تیزی سے پاکستان میں احمدیوں کی قبروں پر بھی منظم حملے ہونے لگے ہیں۔ اس پر قلم یہ لکھنے پر مجبور ہے کہ قبروں کو خراب کرنے میں مشہور ایک جانور ''بجّو'' نامی ہی اکیلا انسانی قبریں خراب نہیں کرتا ہے۔ بلکہ انسان نما ''بجّو'' بھی یہ کارنامہ بلاخوف و خطر انجام دے سکتے ہیں! خادمِ قرآن گھرانے کے مشہور بزرگ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ''کمالاتِ عزیزی'' مطبوعہ دہلی میں مندرج ہے۔ شاہ صاحب نے تقریباً سوا صدی قبل بحالت کشف دہلی کی جامع مسجد میں نمازِ جمعہ کیلئے جمع ہونے والوں کے اندرونے (باطن) کو ریچھ، بندر اور خنزیر کے طور پر مشاہدہ کیا تھا۔ شائد تب ''بجّو'' کی نسل عام نہ تھی...!!

برسبیل تذکرہ یہاں جماعتِ اسلامی کے بانی مولانا مودودی صاحب کی ایک پُرانی

اوراز حد قابلِ غور تحریر کا حوالہ شائد بے محل نہ ہو۔ بی بی سی اردو سے وابستہ معروف براڈ کاسٹر اور قلمکار رضا علی عابدی اپنی ایک تصنیف "جانے پہچانے" میں لکھتے ہیں کہ مودودی صاحب 1920ء کی دہائی میں سہ روزہ رسالہ "الجمعیۃ" دہلی کے مدیر ہوا کرتے تھے۔ تب مولوی صاحب ایک نوجوان لکھاری تھے اور اپنی تند و تیز صاحبِ قلم ہونیکی حیثیت منوانے کے زینے چڑھ رہے تھے اور متفرق موضوعات پر اداریئے لکھا کرتے تھے۔ تب ایک دن خبر آئی کہ دہلی کی میونسپلٹی (بوجہ انتظامی مسائل) مسلم قبرستانوں میں دخل اندازی کر رہی ہے تو مولوی صاحب نے نہایت سخت اداریئے لکھے۔ مثلاً ایک دن لکھا کہ:۔ "خُدا کی پناہ! حکومت کا دائرہ نفوذ و اقتدار ہمارے زندوں سے گزر کر ہمارے مُردوں تک جا پہنچا ہے۔"

("جانے پہچانے"۔از: رضا علی عابدی، صفحہ: 141)

مودودی صاحب کی مندرجہ بالا تحریر کے وقت برِ صغیر میں انگریز (کافر) کی حکومت تھی۔ لیکن فی زمانہ تو اسلامی جمہوریہ پاکستان میں مسلمان کہلوانے والے حکمران ہیں اور "میثاقِ مدینہ" جیسی مذہبی رواداری کی عظیم الشان مثالوں سے روشن اور قابلِ تقلید سنہری اسلامی تاریخ بھی رکھتے ہیں۔ نیز ارضِ پاکستان جسکے قیام کی جماعتِ اسلامی سمیت تمام مذہبی جماعتوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگا کر مخالفت کی تھی ماسوائے احمدیوں کے جنہوں نے من حیث الجماعت قائداعظم کے شانہ بشانہ قیامِ پاکستان میں کلیدی کردار ادا کیا تھا۔ شائد وہاں پر آج اسی کردار کی سزا دی جارہی ہے کہ کبھی کسی احمدی کی تدفین بزور قانون کی لاٹھی، روک دی جاتی ہے۔ کبھی قبرستانوں پر منظّم حملے کر کے قبروں کی بیحرمتی کی جاتی ہے۔ کبھی مدفون احمدیوں کی قبر کشائی کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا جاتا ہے۔ چنانچہ 1974ء سے لیکر اب تک درجنوں احمدیوں کی پولیس کی معیت میں قبر کشائی کی جا چکی ہے جنکی خبریں پاکستان کے قومی اخبارات میں بھی شائع شدہ موجود ہیں۔

پس اندریں حالات مودودی صاحب کی روح سے مخاطب ہو کر نوکِ قلم یہ لکھنے پر مجبور ہے کہ مولانا صاحب! خدا کی پناہ۔ اسلامی ملک پاکستان میں تحریکِ پاکستان و قائداعظم کی شدید مخالف متشدد المزاج ملائیت کا مفاد پرست سیاستدانوں وارباب اختیار کے ساتھ گٹھ جوڑ کا دائرۂ نفوذ و اقتدار، احمدیوں کے زندوں سے گزر کر اُن کے وفات یافتگان تک جا پہنچا ہے...! تاہم جس طرح ہر سیاہ رات کے سر پر پُر نور سویرا بھی مقدّر رہتا ہے، بعینہٖ ارضِ وطن کے روشن اُفق کی بابت دل میں اُمید واثق کی یہ کرن پھر بھی بزبانِ فراق گھورکھپوری تابندہ ہے کہ ؎

کچھ اور بڑھ گئے جو اندھیرے تو کیا ہوا
مایوس تو نہیں ہیں طلوعِ سحر سے ہم

پاکستان میں جماعت احمدیہ کے افراد کی ایک عرصے سے جاری ٹارگٹ کلنگ کے ساتھ ساتھ اس تازہ واقعہ کی بابت جماعت احمدیہ کے ترجمان سلیم الدین نے بتایا ہے کہ گذشتہ کچھ عرصے سے مسلسل ایسے منظّم انداز میں واقعات ہو رہے ہیں جن میں احمدیوں کی قبروں کی بے حرمتی کی گئی ہے اور کتبے توڑنے کے ساتھ ساتھ بعض جگہوں پر قبروں کو مسمار بھی کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں انہوں نے دنیا پور ضلع لودھراں کے احمدیہ قبرستان میں قبروں کی بے حُرمتی کی مثال دی۔ ترجمان نے مزید کہا کہ جماعت احمدیہ کے مخالفین اندھے تعصّب کی بنا پر اس طرح کی انسانی و اسلامی اقدار سے عاری کاروائیاں تو کرتے ہی ہیں۔ افسوس اور تعجب تو قانون کی محافظ پولیس کے رویّے پر ہے جس کا کام وطن کے ہر شہری کو قانون کا تحفظ فراہم کرنا ہے۔ اس ضمن میں پولیس کے حیران کُن رویّے کی مثال دیتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ 4 ستمبر 2012ء کو جڑانوالہ ضلع فیصل آباد میں پولیس نے جماعت کے مخالفین کو خوش کرنے کیلئے احمدیوں کی قبروں کے کتبوں کو نہ صرف توڑا بلکہ جاتے ہوئے ان کتبوں کو ساتھ بھی لے گئی۔ انہوں نے ماڈل ٹاؤن کے قبرستان میں احمدیوں کی قبروں کے توڑے جانے پر پولیس کے رویّے کو ناقابلِ فہم قرار دیا اور کہا کہ اتنی دیر گزر جانے کے باوجود پولیس نے کوئی کاروائی نہیں کی۔ جو اس ضمن میں پولیس کے کردار کو مشکوک ٹھہراتی ہے۔

چنانچہ صاف نظر آ رہا ہے کہ آئینِ پاکستان کی شق نمبر 20 کیمطابق سرکاری انتظامیہ ایک شہری کو دیئے گئے انسانی حقوق کے تحفظ میں مکمل طور پر ناکام ہو چکی ہے۔

اس تمام صورت حال کا بغور مشاہدہ کرنے والے واقفانِ حال یہ کڑوا سچ بھی بخوبی جانتے ہیں کہ قبرستان کی بیحرمتی کا تازہ ترین قابلِ مذمّت گھناؤنا واقعہ ایک طویل سلسلہ کی کڑی ہے۔ جسکے تحت اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ایک مدت سے مفاد پرست سیاستدانوں کی پشت پناہی، متشدّد ملاؤں کی مدد اور پولیس کی ملی بھگت سے وطن عزیز کے اِس معتوب فرقہ کے افراد کے خلاف گھناؤنے جرائم کے ارتکاب کا سلسلہ منظّم انداز میں مسلسل جاری ہے۔ جس کیلئے احمدیوں کے خلاف بنائے جانے والے امتیازی قانون PPC-295-C کو نہایت ہی بیہمانہ انداز میں استعمال کیا جارہا ہے۔ بلاشبہ اِن ساری شرارتوں کا شاخسانہ ووٹ بنک سمیت دنیاوی منفعتوں کا حصول ہے۔

جس وقت یہ سطور لکھی جارہی ہیں تو ٹی وی سکرین پر کوئٹہ میں ایک احمدی نوجوان کے ٹارگٹ کلنگ کی خبر بھی چل رہی ہے جسے 7 دسمبر کو قتل کر دیا گیا ہے۔ جبکہ ایک ماہ قبل 11 نومبر کو اسکے بڑے بھائی کو بھی عین نوجوانی میں ٹارگٹ کلنگ کر کے مار دیا گیا تھا۔

آج ارضِ وطن پاکستان میں جاری قتل و غارت اور دیگر جرائم کی بلند ترین شرح دیکھ کر یہ کہنا کچھ غلط نہ ہوگا کہ ملک میں صرف دو ہی قوانین پر عمل ہو رہا ہے اول جنگل کا قانون اور دوئم "امتناعِ قادیانیت آرڈیننس"۔ حالیہ قبرستان والا سانحہ کوئی اتفاقی یا اکلوتا واقعہ نہیں ہے۔ بلکہ پورے ملک میں بالعموم اور پنجاب میں بالخصوص جاری احمدیوں کے خلاف منظّم اور خطرناک مہم کی ایک ہلکی سی تصویر کشی ہے۔ یہ کتنی مضحکہ خیز اور تلخ حقیقت ہے کہ پنجاب کے صوبائی دارلحکومت سمیت مختلف شہروں میں متشدّد طائفہ اس حد تک قانون سے ماورا ہو چکا

ہے کہ احمدیوں سے مقاطعہ اوران کوقتل کرنے سے متعلق اپنے شائع کردہ نفرت انگیز پمفلٹوں میں اپنے ایڈریس اورفون نمبرز تک کا اندراج کیا ہوتا ہے۔ چونکہ پاکستان میں سرکاری مشینری اورحکومتیں ''جہادی'' گروہ کی یرغمال بن چکی ہیں۔لہٰذا اس قسم کی صورتحال یعنی احمدیوں کی جان و مال کولاحق شدید خطرات کے پیشِ نظر حکام کوفوری نوٹس لینے کی بابت، احمدیوں کی درخواستوں کے باوجود کسی قسم کی کوئی کاروائی نہیں کی جارہی۔

پس ان حالات کی روشنی میں پاکستانی حکام اب بھی احمدیوں پر ہونے والے مظالم سے انکارکریں تو خطرے کے وقت آنکھیں بند کر کے خود کوامن میں سمجھنے والا کبوتر اکیلا نہیں ہے...! یقیناً آج احمدیوں سمیت تھوڑی نفری والے فرقوں کوڈسنے والا یہ عفریت کل کسی کے بھی قابو میں نہیں رہے گا۔

اس عرضداشت اور کھلے خط کے ذریعہ وطنِ عزیز کے سنجیدہ فکر، صائب الرائے بالخصوص صحافتی حلقوں سے اپیل ہے کہ وہ کسی کے ذاتی مسلک سے قطع نظر اعلیٰ انسانی و اسلامی اقدار کی یوں کھلے عام پائمالی کے خلاف ضرور آواز بلند کریں۔آج کے پاکستانی معاشرے میں عدم رواداری جیسے روزافزوں بڑھتے رجحان کی عکاسی کرنے والا مندرجہ ذیل اقتباس یقیناً قابلِ غور ہے۔معروف کالم نگاراور ٹی وی اینکر پرسن جاوید چوہدری اخبار ''ایکسپریس'' 14 جون 2012ء میں اپنے کالم میں رقمطراز ہیں:-

''ہم پراپیگنڈے اورکسی کوتسلیم نہ کرنے کی بدعت کے اس قدر شکار ہو چکے ہیں کہ ہم اب لوگوں کی نمازوں تک میں کیڑے نکال لیتے ہیں۔مجھے ایک صاحب کسی کے بارے میں بتارہے تھے کہ وہ **قادیانی** ہے۔میں نے پوچھا تمہیں کیسے پتہ چلا؟ اُس نے جواب دیا وہ باربارکلمہ پڑھتا ہےاورایسا کرنے والےلوگ قادیانی ہوتے ہیں۔میں سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔''

گویاکلمہ کی بنیاد پر قائم ہونے والی مملکتِ اسلامیہ میں کلمہ پڑھنا بھی جُرم ٹھہرا!، عجیب بات ہے کہ گذشتہ چودہ سوسال کی تاریخ میں مسلمان حکومتوں پر یہ الزام تو لگتا رہا ہے کہ انہوں نے غیر مسلموں کوزبردستی کلمہ پڑھوایا۔لیکن یہ بات موجودہ دور میں ہی ارضِ وطن میں دیکھنے میں آرہی ہے کہ ایک کلمہ گومعتوب جماعت کے افراد کواس لئے مقدمات اورقید و بند کا سامنا کرنا پڑرہا ہے کہ وہ کلمہ پڑھتے ہیں...!! انا لللہ و انا الیہ راجعون.

آج اگر پاکستانی قوم اور ملک کوتھیا کریسی اورتشدّد پسندی کے اندھیروں سے باہر نکلنا ہے تو اُس کیلئے فقط وہی راستہ ہے جسکا بانئِ پاکستان نے 11 اگست 1947ء کو پاکستان کی اوّلین پارلیمنٹ میں کی جانے والی تقریر میں واشگاف الفاظ میں اعلان فرمادیا تھا جس سے اکثر لوگ بخوبی آگاہ ہیں۔تاہم یہاں قائداعظم کے ایک اوربھولے بسرے فرمان کو بیان کیا جاتا ہے جس کا ذرائع ابلاغ میں بہت کم تذکرہ ملتا ہے۔

تحریکِ قیامِ پاکستان کی جدوجہد کے دوران قائداعظم ایک مرتبہ وادیٔ کشمیر تشریف لے گئے۔توسری نگرؔ میں ایک پریس کانفرنس میں انہوں نے مسلمانانِ ہند کوایک زریں مشورہ سے نوازہ تھا۔قائداعظم نے فرمایا:-

''مجھ سے ایک پریشان کُن سوال پوچھا گیا ہے کہ مسلمانوں میں سے مسلم لیگ کاممبر کون بن سکتا ہے؟ یہ سوال خاص طور پر قادیانیوں کے بارے میں پوچھا گیا ہے۔میرا جواب یہ ہے کہ جہاں تک ''آل انڈیا مسلم لیگ'' کے آئین کا تعلق ہے اسمیں درج ہے کہ ہر مسلمان بلاامتیاز فرقہ وعقیدہ مسلم لیگ کاممبر بن سکتا ہے.... میں جموں وکشمیر کے مسلمانوں سے اپیل کروں گا کہ وہ فرقہ وارانہ سوالات نہ اٹھائیں بلکہ ایک پلیٹ فارم پراورایک جھنڈے تلے جمع ہوجائیں۔اسی میں مسلمانوں کی بھلائی ہے۔اس سے نہ صرف مسلمان مؤثر طریقے سے سیاسی،سماجی، تعلیمی اورمعاشرتی ترقی کرسکتے ہیں بلکہ دیگراقوام بھی اوربحثیت مجموئی ریاست کشمیر بھی۔''

(بحوالہ: روزنامہ ''انقلابؔ'' لاہور یکم جون 1944ء)

خداکرے آج پاکستانی قوم قائد کے اس بھولے بسرے مشورہ کواپنا کر پھر سے اپنا زوال پذیروقار بحال کرنے میں کامیاب ہوجائے۔آمین۔ خیراندیش:

(ناصراحمد وینس برائے احمدیہ پریس / میڈیا ڈیسک، اردوسیکشن۔ٹورانٹو، کینیڈا)

ماڈل ٹاؤن لاہور میں ''خدمتِ دین ونفاذِ اسلام'' کی تصویری جھلکیاں

ریکارڈ کی دُرستگی --- تاریخ کی مستند گواہی

نحن انصار اللہ کی گذشتہ اشاعت میں ٹورنٹو سے شائع ہونے والے ایک ہفتگی جریدے ''اردو پوسٹ'' میں طبع شدہ ایک بدنہاد کی ہرزہ سرائیوں کا ''تجزیاتی تعاقب'' شائع کیا گیا تھا۔ اس جوابی مضمون میں معترض کے جُملہ دیگر اعتراضات و بہتانات کے علاوہ طوطے کی طرح اِس رٹے رٹائے اعتراض کا بھی قلمی پوسٹ مارٹم کیا گیا تھا جو کہ مخالفینِ احمدیت اکثر دہراتے رہتے ہیں کہ او جی! چوہدری سر محمد ظفراللہ خان نے اوّلین وزیرِ خارجہ ہوتے ہوئے قائداعظم محمد علی جناح کا جنازہ نہیں پڑھا۔ متذکرہ بہتان طراز شخص نے اِس اعتراض میں مزید اضافہ کرتے ہوئے یہ تہمت بھی گھڑی کہ ''نماز جنازہ کے وقت چوہدری صاحب اِدھر اُدھر **ٹہلتے** رہے مگر نماز جنازہ نہیں پڑھی!'' اگرچہ اس مضحکہ خیز اعتراض کا جواب بھی مفصّل طور پر رقم کیا گیا تھا۔ تاہم اس اعتراض کا یہ نکتہ پھلجڑیاں چھوڑتا محسوس ہونے لگتا ہے کہ ایسے اعتراضات کے خُوگر ایک طرف تو احمدیوں کو (پاکستان کے آئین میں داخل کی گئی ''مداخلت فی الدین'' والی سیاسی شق کو قرآن و حدیث کا درجہ دیتے ہوئے) ''مسلمان'' ہی نہیں سمجھتے۔ اب کوئی اِن سے پوچھے کہ کوئی ''کافر'' تمہارا جنازہ آکر پڑھ جائے تو تم پر کیا بیتے گی...؟! خیر یہ تو اِس اعتراض کا فکاہیہ پہلو ہے۔ کہنے کی اصل بات یہ تھی کہ نماز جنازہ کے وقت اگر چوہدری صاحب مداہنت سے کام لیتے اور گھر بیٹھے رہتے تو کسی کو کیا پتہ چلنا تھا کہ چوہدری صاحب نے جنازہ پڑھا یا نہیں۔ یہ تو چوہدری صاحب کی شخصیت کا انتہائی بلند عظمت پہلو ہے کہ یہ جانتے بوجھتے ہوئے بھی کہ نماز جنازہ پڑھانے والے مولانا انکے احمدی عقیدہ کے خلاف کفر، مرتد، واجب القتل کا فتویٰ بہت عرصہ پہلے شائع کر چکے ہیں لہٰذا ایسے شخص کی امامت میں اُن کی نماز کیونکر جائز ہوسکتی ہے۔ اسکے باوجود چوہدری صاحب آئیندہ اُٹھنے والے اِس لازمی اعتراض کو خاطر میں لائے بغیر جنازہ کے جلوس میں باقاعدہ شامل ہوئے۔ البتہ اِس دوران چوہدری صاحب کی جو حزن و ملال والی قلبی کیفیت تھی وہ اُن کی اِس تصویر سے نمایاں ہے جو اخبارات میں شائع ہوئی تھی۔ پھر بعد ازاں ماہنامہ آتش فشاں لاہور کے مئی 1980ء کے شمارہ میں بھی دوبارہ شائع ہوئی جسمیں جریدہ کے مدیر منیر احمد منیر نے چوہدری صاحب کا ایک طویل انٹرویو شائع کیا تھا۔ گذشتہ جوابی آرٹیکل میں اس تصویر کو شائع کرنے کا بھی تذکرہ موجود تھا۔ لیکن ایک ٹیکنیکل غلطی کی وجہ سے تصویر شائع ہونے سے رہ گئی۔ جس کی بابت متعدد قارئین کرام نے دریافت کیا کہ تصویر کدھر گئی؟ اس تکنیکی غلطی پر معذرت کیساتھ اِس تصویر کو یہاں شائع کیا جارہا ہے تا کہ ریکارڈ بھی درست رہے۔ نیز یہ تصویر معترض کے اس سفید جھوٹ کے خلاف بذاتِ خود ایک ٹھوس ثبوت کا درجہ بھی رکھتی ہے جس نے اپنی تحریر میں یہ افسانہ بھی تراشہ کہ جنازہ کے وقت چوہدری صاحب ''ٹہلتے رہے!'' ایسے افسانہ تراش کو مشورہ ہے کہ اِس تصویر کو خوب غور سے دیکھ لو۔ تصویر خود ببانگِ دُہل بول رہی ہے کہ چوہدری صاحب کی جنازہ کے موقع پر کیا حالت تھی۔ آیا وہ ٹہل رہے ہیں یا غم و اندوہ کی تصویر بنے ننگی زمین پر سرنگوں بیٹھے غم سے نڈھال نظر آرہے ہیں۔ اس تصویر کو بغور دیکھنے کے باوجود اگر آنکھ کی بینائی پھر بھی یہی رٹ لگاتی جائے کہ وہ تو ''ٹہلتے'' دکھائی دے رہے ہیں تو پھر مناسبِ حال یہی ہوگا کہ کسی آئی اسپیشلسٹ سے فی الفور آنکھوں کا معائنہ کروالیا جائے۔ بصورتِ دیگر کہیں ایسا نہ ہو کہ عینک کے عدسوں کا نمبر تبدیل کروانے میں اتنی تاخیر ہوچکی ہو کہ دھندلا نظر آتے آتے نوبت اِس مشہور مصرعہ والی حالت کو پہنچ جائے کہ ع

لیلیٰ نظر ''آتا'' ہے مجنوں نظر ''آتی'' ہے!

۱۲ ستمبر ۱۹۴۸ء، ظفراللہ خاں قائداعظم کے جنازے کے موقع پر

مزید براں نتیجۂ ہفتگی اخبار کے صفحات بازاری کالموں سے سیاہ کرنے کے دھندے کے ساتھ ساتھ ''باغبانی'' کا شوق بھی بوجوہ ہاتھ سے جاتا رہے....!!

(از: مرتب۔ بسلسلہ اشاعتِ گذشتہ، مضمون بحوالہ: ''اتنی نہ بڑھا پاکیِ داماں کی حکایت۔'')

Digital & Offset Printing

Jamnik Graphics

41 Courtland Ave., Unit 7
Concord ON L4K 3T3
info@jamnikgraphics.com | jamnikprint@gmail.com
www.jamnikgraphics.com
Tel: 416.508.7855 | 905.669.1116 | Fax: 905.669.2838

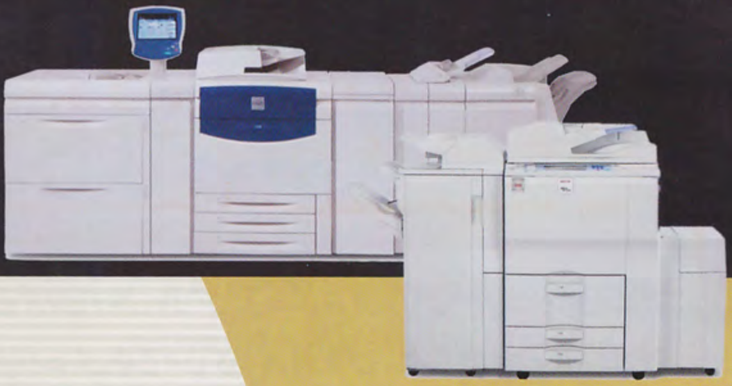

5000
* **Business Cards**
14 Pt. Gloss Stock
$135.99

1000
* **Business Cards**
14 Pt. Gloss Stock
$49.00

5000
* **Flyers/Brochures**
$395.00

* 5000
Postcards
(4"x6")
$225.00

- Flyers
- Postcards
- Brochures
- Signs
- Posters/Banners
- Business Cards
- Letterheads
- Envelopes
- Invoices
- NCR
- Magazines
- Magnets
- Laser Cheques
- Laser Labels (Any Size)
- Wedding Cards
- Promotional Items
- Self-Ink Stamps

*3 to 5 Days Turnaround

We take pride in our quality & service

VISA MasterCard
we accept Visa & Mastercard

KASHLAW PROFESSIONAL CORPORATION

BARRISTER, SOLICITOR & NOTARY PUBLIC

KHALID SHEIKH

B.COM., MC (JAPAN),/FCCA (UK), CPA (USA), FCA, CGA, LLB

5805 Whittle Road, Unit #105
Mississauga, ON L4Z 2J9
Tel: 905-267-2195
Fax: 905-267-2189
E-mail: kashlaw@gmail.com

1111 Albion Road, Suite G1
Toronto, ON M9V 1A9
Tel: 416-741-4447
www.kashlaweroffice.com
Fax: 416-741-5271

CCTVSYSTEM

Security Systems and Products

Limitted Time offer
4 Cameras out doors
1 DVR with 400 GB
Power Adapter
4 Cables
Only for $399.00 + Tax

HD-SDI Cameras with 1080P Resolution

Attendance Management and Door Access System

Attendance Management System Includes

Door Access Control System

Main Control Board

- 2x Card Reader
- 20x ID Card (ADC-CD-EM01)
- Access Control Software Included

Suitable for Condominuim,
Employees Attendance

Call: 647-686-6186

www.cctvsystem.ca

'Try us before YOU Buy or Sell'

'Love for All, Hatred for None'

AutoDen

Buy & Sell Automotive

Financing & Leasing Available

Quality Used Cars, Vans & Trucks

Phone: (905) 857-7266 / (416) 628-7050
Fax: (905) 857-6259 / (416) 628-7051
Email: mubarizw@hotmail.com

12544 Hwy #50, Bolton ON L7E 1M4

Mubariz Warraich
Sales Manager
647-280-7431

www.AutoDenOnline.com

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ

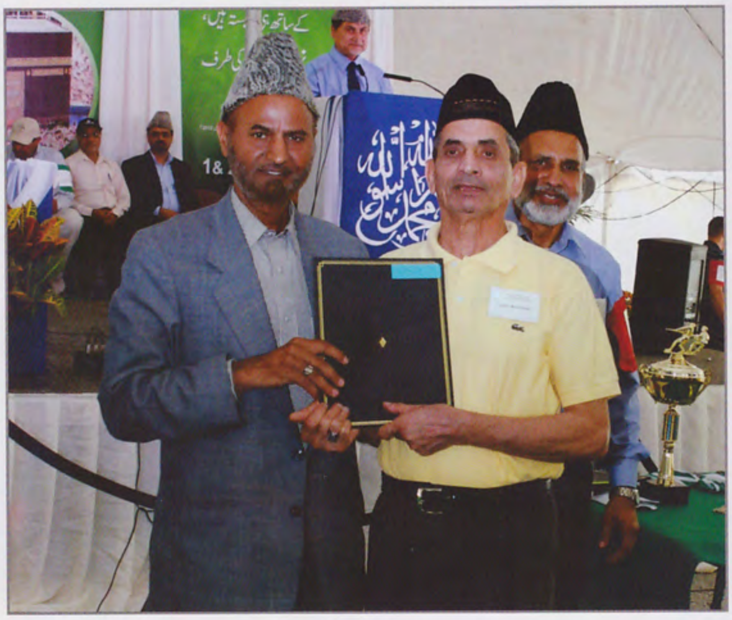

حَيَّ عَلَى الصَّلٰوۃ
Come to Prayer
نماز کے لیے آؤ

Come to Success
Come to Prayer
اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ
پس سمجھ لو کہ اللہ کی یاد ہی
سے دل اطمینان پاتے ہیں۔

Come to Prayer
اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ
پس سمجھ لو کہ اللہ کی یاد ہی
سے دل اطمینان پاتے ہیں۔

ALLEN&HEATH
MixWizard WZ³ 16:2

ANNUAL
NATIONAL IJTIMA
lis Ansarullah Canada
it is linked
h the promise
ilafat, which is a
ssing for those
ho offer Salat.
اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ
پس سمجھ لو کہ اللہ کی یاد ہی

Annual Picnic

BC Region

Majlis Ansārullāh BC Region held its annual picnic at Peace Arch Park, Surrey. 75 Ansar including guests attended the Picnic. Regional AmīrSahib, Regional Murrabi Khalil Mobashir Sahib, Murrabbi Silsala Mirza M. Afzal Sahib (From Toronto), Presidents of Surrey East, Surrey West and Vancouver Majalis graced the occasion. There was a BBQ lunch followed by Namaz, Talqeen Amal & sports events.

Group Picnic facility was rented. The Zo'ama of all the three Majalis endeavored hard for the maximum participation of the Ansār and were successful. By the grace of Allah, the weather conditions were favorable and all the Ansār brothers really enjoyed the Picnic.

BC Seniors Games 2012
AWARD FOR SURREY WEST NASIR

BC Senior Games are held every year since 1987 in which All the Track and Field sports events are contested. This year a total of 233 athletes all over BC participated in the 25th BC Seniors Games held at Swangard Stadium Burnaby, BC from 21st - 25th August 2012. Rana Nasar Ahmad, 65 year old Surrey West, BC Nasir who had an open heart surgery at Vancouver General Hospital in April 2007 participated and won the 2nd Prizes both in 5,000 Meter and 10,000 Meter walk. Alhamdolillah he was awarded two silver medals.

He completed the distance in 37 minutes and 77 minutes respectively. A total of 30 contestants from all over British Columbia between the ages 65 to 69 years participated in each of the event. It's a great achievement for this Ahmadi senior citizen. Rana Nasar Ahmad has been walking daily 15 Km in about 2 hours while working full time as a cab driver. Next year the BC Seniors Games will be hosted by Kamloops from August 20-24, 2013. Please remember him in your prayers.

BBQ Picnic For Ijtimā' Volunteers
Hosted by Peel North Region

Majlis Ansārullāh Canada arranged a BBQ picnic, in appreciation of the volunteers of National Annual Ijtimā, on Sunday, 30 September 2012 at Eldorado Park in Mississauga. Majlis Ansārullāh Peel North Region hosted the event. Approximately 150 volunteers from all over GTA attended the event including members of National 'Āmila'. Sadr Majlis Ansārullāh Canada, Shafqat Mahmood Sahib and Mirza Mubarak Ahmad Sahib Regional Amīr Peel North graced the event with their presence.

Respected Sadr Sahib addressed the participants after Zuhr and Asr prayers. He drew the attention of the participants towards their responsibilities as a Nasir. Sadr Sahib also emphasized on five daily prayers in congregation. At the end he thanked all the volunteers for their efforts for the success of National Ijtimā'.

All the participants enjoyed the delicious BBQ prepared by Peel North Volunteers as much as they enjoyed playing Volleyball, Ring, Badminton, Tug of War and Swing. Moreover this event provided a unique opportunity to the participants get to know each other more closely while having fun particularly to the members of National Majlis Amila. BBQ started at 11:30 am and ended at 3:30 pm Nazim Majlis Ansārullāh Peel North Ashfaq Ahmed Sahib thanked all the volunteers and members of National Majlis 'Āmila for their participation.

A study was also conducted anonymously on Ansār brothers. They were asked to fill out a form containing information about their Sugar Level. (A1C). Also Ansār weight were checked on the weighing scale and noted for the record purposes. This data base will be updated on regular basis. Insha Allah

Later, there was a Question and Answer session and the doctors answered questions asked by the audience. The Symposium was much appreciated by everyone as it gave all members sufficient knowledge. Dr. Waseem Bashir was the Moderator of this event who conducted the program very effectively.

In the end, Regional Amīr Sahib appreciated the organizers and attendees. This was the very first Wellness Symposium in the BC Region. Regional Amīr Sahib encouraged the Ansār to continue such activities on quarterly or bi-annually basis in future. Regional Murrabbi Sahib then concluded the session with silent prayers. Light and healthy refreshments were also served.

No Smoking

Smoking or using tobacco is one of the most significant risk factors for developing heart disease. Chemicals in tobacco can damage your heart and blood vessels, leading to narrowing of the arteries (atherosclerosis). Atherosclerosis can ultimately lead to a heart attack. When it comes to heart disease prevention, no amount of smoking is safe. Smokeless tobacco and low-tar and low-nicotine cigarettes also are risky, as is exposure to secondhand smoke. In addition, the nicotine in cigarette smoke makes your heart work harder by narrowing your blood vessels and increasing your heart rate and blood pressure. Carbon monoxide in cigarette smoke replaces some of the oxygen in your blood. This increases your blood pressure by forcing your heart to work harder to supply enough oxygen. Even so-called "social smoking" — smoking only while at a bar or restaurant with friends — is dangerous and increases the risk of heart disease.

Health Symposium

Diabetes & Healthy Heart

Majlis Ansārullāh BC Region

By the grace of Allah Majlis Ansārullāh BC Region, Majlis-e-Sehat and Majlis-e-Husne Bayyan jointly organized a Health Symposium covering the topic Diabetes and Healthy Heart, on Sunday November 18, 2012 from 01:3am to 05:00 pm at Surrey East Namaz Center. This informative and valuable Seminar was attended by over 50 Ansār and around 20 Khuddām & Atfal. More than a dozen Lajnat related to Medical field and office bearers also benefitted from this program.

The main objectives of this Seminar included:

- To provide basic guidance to Ansār brothers on how to recognize and cope with the Coronary Artery Disease and Diabetes. (Leading cause of premature death and disability)
- Develop Heart Healthy Eating Habits.
- Action Plan for Losing Weight.
- Building strength by 30 minutes' walk, treadmill, cycle, or gym activity.

A Panel of three doctors, (Dr. S.A. Bukhari, Dr. A. Rahman, Dr. Waqar Ahmad), One Pharmacist (L.M. Bajwa) and a Patient (M.A. Tahir) were seated at the Head Table. The Doctors of various fields imparted knowledge about Diabetes and Healthy Heart eloquently. Power Point presentation was done. Also the Pharmacist & Patient expressed their views nicely. Following four major topics were discussed in detail.

1. Diabetes

2. Cholesterol

3. Good and Bad Fats

4. High and Low Blood Pressure

The Prophet[sa] as a Family Man

THE SEAL OF PROPHETS, HIS PERSONALITY AND CHARACTER

By Hadrat Mirza Tahir Ahmad[rh] Khalifatul Masih IV

Now I will turn to another aspect of the Holy Prophet Muhammad[sa] as a father, as a husband, and as a man in relation to his other relatives. Hadrat Aishah[ra] reports that whenever the Holy Prophet's [sa] daughter Fatimah [ra] visited him, he always stood up showing respect for her, kissed her hand and had her seated where he himself had been seated.

He always treated with kindness and respected the relatives of his late wife Khadijah[ra] extending the same to her friends. Likewise he treated the relatives of his wet-nurse Halimah. Once a close relative of hers visited the Prophet [sa] he stood up and spread a sheet for her to sit upon. When enquired about her, she was introduced by him as a close relative to his wet-nurse whom he respected like he would respect his own mother.

In relation to his wives, although there are reports of Aishah[ra] and his other wives losing their temper with him, never once is he reported to have retorted in the same way. He is never known to have addressed them harshly. Aishah[ra] narrates that he helped her in the daily household chores, all this over and above his duties to the whole of mankind as a Prophet of God. He mended his own clothes and shoes, went himself to fetch water for his use and would never seek help in these matters. This aspect of his character impressed his companions immensely.

Aishah[ra] describes his bedding as a sack of hide filled with leaves. She says: " we never ate bread made of wheat for three consecutive days. There were times when months would pass and we did not eat meat or bread, instead filled our bellies with dates and some milk, except for an odd present when someone would slaughter a sheep and send us a piece of meat."

Umar[ra] narrates: "I went into a small room which was occupied by the Holy Founder[sa] of Islam. He was lying on a straw bedding so rough in nature that on the side he was leaning, I saw straw marks all over his body. I scanned the room and it was empty, there was nothing except for a small bucket for water and one or two odd things. I knew him to be the most beloved of God, a person who had reached the summit of humanity. This contrast so overwhelmed me with sorrow that I started to cry."

The Holy Prophet[sa] turned to me and said: "Umar, what has ailed thee?" I said: "O Messenger of God, God loves you so much, you are the best ever created by Him, yet I see you in this state of extreme austerity. You don't have proper bedding, you don't have any articles to decorate your house, there is nothing." The Holy Prophet[sa] smiled and said: "Umar, would you prefer worldly things of this life to what is in store for us by God in the life to come?" Umar[ra] replied: "Surely the things to come will be better".

This is a small incident, but could an impostor do this? Why do people concoct lies? For what purpose? Is it to live such lives of austerity and pain, and for sharing miseries of their time with their devoted servants? If that is a lie, then there is no sense in truth itself; everything in man has to be false.

Muhammad[sa]

"How he was placed with Kadijah, a rich Widow, as her steward, and travelled in her business, again to the Fairs of Syria; how he managed all, as one can well understand, with fidelity and adroitness; how her gratitude, her regard for him grew: the story of their marriage is altogether a graceful intelligible one, as told us by the Arab authors. He was twenty five; she forty, though still beautiful. He seems to have lived in a most affectionate, peaceable, wholesome way with this wedded benefactress; loving her truly, and her alone. It goes greatly against the impostor theory, the fact that he lived in this entirely unexceptionable, entirely quiet and commonplace way, till the heat of his years was done".

SIR THOMAS CARLYLE

People ask me the reason for my move from Montreal to this beautiful city. Basically the move was for my revered father in law who was aging and had difficulty climbing the stairs in the Montreal mission house and thus he was gradually being cut off from the activities of the Jamā'at. In Cornwall there was a Jamā'at and there was a mission house without any steps to climb and this city was close enough for me to commute to my work in Montreal. By moving here contacts with the locals also improved providing ample opportunities to spread the message of Ahmadiyyat, the true Islam.

Other bonus benefits were economical housing and a relaxing city with many facilities to improve the quality of life, and I hence have decided to stay here for the present. It is almost like living in the countryside with all the amenities of a city. Among the notable amenities, we have been impressed with the health care service for our elderly parents to be very effective. It seems that the city takes pride to provide timely support and services for the elderly. Big cities like Montreal and Ottawa are only 1 hour away.

The Jama'at here is small with a lot of potential. The Baitun Nasir mosque has the potential of accommodating a missionary and his family. It is hoped that soon we will have a resident missionary to satisfy our spiritual needs.

One very important question asked of me is about the job opportunities in this place. There are a lot of job opportunities. For entrepreneurs there are a lot of encouragements from the city, Chamber of Commerce. The city is forever promoting establishment of businesses and provides a very good atmosphere to do so. There are offices which help to provide facilities to look for work like Job Zones and GIAG Employment services. Recently I saw Cornwall Business Magazines which indicated nearly 70 employers, big and small within the city and its surroundings. The city and chamber of commerce provide comprehensive information on this subject.

The city is quickly becoming the haven for distribution centres like Walmart and Target providing more opportunities in the job market.

Construction industry is growing in anticipation of growth of the city. Infrastructure is being reviewed and constantly being updated. Being close to the big cities opportunities exist in these cities if traveling is not a concern. The traveling conditions are being improved constantly.

Higher education is available in the city through English and French colleges. Student population is on the increase. University of Ottawa has set up satellite campuses in the city and some university courses can be followed through locally.

Members of our Jamā'at consist of entrepreneurs, business men, taxi drivers and truck drivers. We have a policeman in the force as well. The city is quite a hub for the rural area and is developing fast. All said, we have to trust in Allah as, "Allah is the best of providers" 62:12.

City of Cornwall invites people in general to come, play, work and live here. If you are retired or entrepreneur or want to enjoy life and desire to look at a new place, why not look up Cornwall as your future place to live and grow gracefully in relaxed atmosphere of a small city without traffic jams? The city is about 450 km from Toronto and hence is within easy driving distance from markaz. Should you decide to move to this fair city of ours, the Welcome to Cornwall mat is out for you, waiting.

Welcome to Cornwall

Azizullah Sahib (Cornwall)

Cornwall is a city in the Eastern Ontario on the bank of St. Lawrence Seaway. It lies on the highway 401 about 30km short of the border to Quebec. Conveniently located about 100 km south of the nation's capital, Ottawa, 125 km west of Megacity, Montreal, and the city of Kingston is 175 km to the west. The famous picturesque 1000 Island tourist region lies in between Kingston and Cornwall. The bridge over the St Lawrence Seaway from within the city of Cornwall gives access to the state of NY, USA.

The city, established in 1784, spans over approximately 10 km across and has approximately the same width. It had a steady population of 46000 and now is expanding dynamically catering for all. It is a very good place for retirees like me.

Although English is the official language in the province but over 40% speak French, the 2nd official language of Canada.

I first visited the city in 1976 when there was only one member of the Ahmadiyya Community here. An Ahmadi family who had been there before had moved out just about that time. My visits continued from time to time from Montreal and Ahmadis had come and gone. Contact was made by the Ahmadiyya Jamā'at Montreal with the Native community of Akwesasne which has a home in Cornwall Island in early 80's. The Indian community leader was often invited to our inter-faith symposia in Montreal.

In 1989, at the centenary of Jamā'at Ahmadiyya, a public meeting was held and the centenary message of Khalifatul Masih IVth was shown to the local invited guests.
Newly arrived Ahmadis, with school going children, made their home in Cornwall whilst waiting for the completion of immigration process in Montreal. This was to facilitate their education in the English language. More and more families arrived here and hence a Jamā'at was established. First Lajna Imāillah was organized and then the Jamā'at was established in mid-90's. At one time the Jama'at members approached the figure of 200. Many families had to depart for various reasons once the immigration process was completed.

Members offered their congregational prayers in make shift places. After a while members decided to acquire a place for offering prayers and other activities. By the grace of Allah, Jamā'at Ahmadiyya Cornwall acquired a property in 2005 at 341 Balmoral Ave., ON K6H 3G6 to be used as their mosque. In 2011 as per Amīr Sahib's guidance, the Jamā'at managed to initiate some renovation in this building to make it more suitable for its use. For the prayer area the place was carpeted with two colored carpets indicating the lines for prayers in the Qibla direction, the blinds in the windows were installed and the ceiling tiles renovated. Now the appearance of a mosque is apparent internally. Hudur has kindly named it BAITUN NASIR.

Multipurpose room, the Lajna hall, was also carpeted and two interior doors installed for internal access throughout the building. Further renovations are also planned to improve the kitchen, dining area, library, guest room and accommodation for the missionary for which space is available within the existing building. At the opening ceremony in 2005 Hudur expressed the desire that the place should appear to be a mosque from the outside as well, for which Dome and Minarets are planned. Currently, the mosque can accommodate close to 200 worshipers.

also help to avoid rotten foods and other similar situation. So when one smells things which are forbidden then it becomes a sinful condition.

4. The Sense of Taste: Our tongue is the major organ directly involved in sense of taste. Those who lose this sense due to diseases know the value of this sense. Everybody has their unique taste which they like and love and if it is not met even for one meal, we can get upset. When we taste things which are forbidden by God then it enters into sins and thus provides an entry point to hell

5. The Sense of Touch: Everybody knows the importance of touch and the feeling it creates. Our skin is the main organ of our body involved in this sensation of touch. It has a large supply of nerves and helps us to avoid hot surfaces and similar situations.

6. The Sense of Temperature: The body temperature is regulated at 37°C average and above and below that causes different desires to come in which may lead to wrong actions. People who have suffered high fever do understand that how uncomfortable high body heat could be. Hell is described as a place of punishment by fire. Similarly the punishments with heat and cold are mentioned in the Holy Quran.

7: The Sense of Muscles. Muscles in our body carry all the actions and body organs which are involved in hurting others all involve muscular sensations. For example when we hit somebody it is the arms which are involved in this action.

The author also points out that the use of same seven senses opens the doors of heaven and paradise as well. Senses have been given to us for our survival and it is their proper use at proper occasions or wrong or misuse makes them good or bad. I hope and pray that those who read this article will appreciate the importance of the use of these seven senses on the journey of life and when we are presented before our Creator the account is positive on the use of these senses, for the service of Islam by our role model, and behaviours. The last is a quote from Dalai Lama;

"We are driven by self-interest, it's necessary to survive. But we need wise self-interest that is generous and co-operative, taking others' interests into account. Co-operation comes from friendship, friendship comes from trust, and trust comes from kind-heartedness. Once you have a genuine sense of concern for others, there's no room for cheating, bullying or exploitation."

Distinction Between the Natural and Moral States

I shall now proceed to describe the three states of man. But before I do so, it is necessary for me to voice a reminder that, as indicated in the Holy Word of God Almighty, the natural state of man, the fountainhead of which is the self that incites to evil, is not something divorced from his moral state. The Holy Word of God has classified man's natural faculties and desires and urges, as natural conditions. These, when they are consciously regulated and controlled and are brought into action on their proper occasions and places, become moral qualities.

The Philosophy of the Teachings of Islam page 19

Five senses which are commonly quoted are, the sight, hearing, smell, taste and sense of touch. Let us use these senses to create good morals for a happy life. It is difficult to prioritize which sense is most important because on their own they are just the tools created by God for our use and their use or misuse makes them moral or immoral things. I saw this quotation somewhere:

" He that would live in peace, and at ease must not speak all he knows and nor judges all he sees. "

I was reading a very useful book "Ways of the Seekers" by Hadrat Musleh Mau`ud[rh] which was re-published by Majlis Ansārullāh Canada in 1998. This book elaborates this subject of morals in a very logical manner starting from the origin of morals and then going into details. I think this book provides a great resource for Islamic theory of morals and way of its translation into daily life.

While I was researching this subject of morals, I found some very thought provoking material in a book by the same author. In volume 8 of "Anwarul-Aloom", pages 332 to 335 he has outlined that The Holy Qur'ān states:

[15:44-45] And, surely, Hell is the promised place for them all. It has seven gates: and each gate has a portion of them allotted to it.

The context is, The Hereafter and how the rewards and punishments will be handled. On the subject that Hell has seven gates and each gate has a portion of them allotted to it, he writes that since man will be treated like a whole and he won't be divided into seven pieces to enter hell, so it means that hell will be felt through seven senses which have been given to him. All the sins a man commits are through these seven senses. They are sight, hearing, taste, smell, touch, the ability to sense temperature (heat) and muscular sense. Traditionally we have heard about five senses. The addition of two more senses related to temperature and use of muscles is remarkable because they are very important in the operation and working of our body.

What are those 7 senses?

1. The Sense of Sight: The sight is considered number one because the two eyes are like a video input to our brain. We see things and the brain decides how to interpret and react accordingly. When we see good things like nature, landscapes or plants the message goes to brain about the majesty of nature. If you are a religious person, you will associate these pictures as the Majesty of God. Everything created for a purpose and in proper measures and proportions.

The picture on the left is of sunrise and on the right is a pitcher plant. When I looked at these pictures I realized the value of eyes and the sight in enjoying nature and also thought that how God has granted us appropriate means to live a just live. On the other hand when we see bad pictures then bad chemicals are produced in us which lead us to immoral things and behaviours.

2. The Sense of hearing: The power to listen through ears. Like two eyes, we have two ears for hearing and listening. There is a difference between hearing and listening. Hearing is just when a sound falls on our ears and like some people say that it enters from one ear and leaves through the other. Listening is when the sound from both ears enters and our brain interprets the sound and make judgments as to how to use the information received through the ears. When we listen to good information, good advice and other good sounds it leads towards good moral behaviours. When bad advice is listened to or wrong information is supplied and we accept it, then it becomes a source of bad morals.

3. The Sense of smell: We smell things through the nose and our nose is fully equipped to do this. The brain analyzes the information and we then know what type of smell is this. Good smells help us relax and bad smells turn our mood off and

Morals, Behaviors and Beliefs

Dr.Mohyuddin Mirza

Why do we behave in certain ways at certain times and certain situations? Take the example when food is served at gatherings we rush and fill our plates to the full without caring for others. I have seen people load their plates to a tipping point. Most of the time we even don't think about it. It is just a natural reaction. In the process of evolution we did not know where the next meal is going to come from and therefore, we want to eat as much as possible without sharing with others. I have seen very few people who wait till the end and once everybody has done eating, then they will take the food. Take the example of mothers in general. They always feed the children first and then eat themselves.

I was speaking at a gathering of senior people and was discussing the aspects of healthy eating. At old age one has to be very careful and must chose healthy foods which are easily digestible, not deep fried foods and not too salty. Everybody felt that it was a good speech and they agreed with that. After my speech there was a refreshment break and Smaosa, Jaleebis and Namak paras and tea were being served. When I entered the hall, everybody just became quiet and tried to look away from their plates and then some of them loudly said, we did not want it but the management served it. They suggested that I should advise the management to serve healthy foods. This is called the blame game. You blame others for the choices you make.

Look at another example. I was on a table where other people were sitting with their food plates. One person had his plate full and all the wrong stuff with very high sugar and salt. This person was talking about the value of eating healthy and liked my speech as well. He pulled out his glucometer and checked his sugar, took an injection of insulin and ate all the full plate of unhealthy food.

Why do we behave in such a way? In spite of the fact that this person knew about his diabetic condition he decided to go ahead with taking all those foods probably his subconscious mind was able to rationalize that he has taken insulin now and everything will be all right. These are just some examples related to eating. In our day to day life there are hundreds of different examples where we make choices which originate from our morals and we make decisions accordingly. I find there are morals which are related to heart, meaning that their origin is internal. Heart supplies blood and nutrients to the entire body for our well-being, similarly true morals which are inherently good originate with a good heart. Then there are morals which originate and related to the use and misuse of the tongue.

Tongue is the organ that is used in expressing ourselves and the words which come out of it can hurt or heal. There are morals which are related to the use or misuse of other parts of body like hands, eyes, feet and others.

So what are Morals?

Morals, values and beliefs are terms that refer to the ways people think, behave and react. These three terms are often confused as having the same meanings. However, each has a separate meaning of its own. Each term builds upon the other terms, beginning with beliefs. Values are a type of belief, and morals are a type of value. All three terms refer to ethics, which deals with a person's conduct.

To understand morals in the context of human beings, the role of religion is important. I think without understanding what is the purpose of life, one cannot understand morals and purpose of life can only be understood by understanding religion.

To understand morals, one must understand the importance of capacities and capabilities which God, The Creator, has given us. In my opinion the five senses are given to us and their use or misuse is the one which makes our morals. If those senses are used properly with reasoning and logic they become good morals and if it is just the use of instinct or natural self without any rationality, then it may give rise to immorality.

Concluding Address by Respected Amīr Sahib

Amīr Sahib reminded the members that they belonged to that blessed Jamā'at which possess the real happiness through their live connection with God. Rest of the world is in search of happiness which remains elusive despite their best efforts. He prayed that we may convey the message of Islam Ahmadiyyat to the rest of the world with a smiling face. Ijtimā'ā ended around 5 pm with silent prayers

Second Day, Sunday Sep 2, 2012

Second day of the Ijtimā' also started with Tahajud prayers, followed by Fajr and Dars-e- Hadith. In the morning, finals of the sports competitions were held which lasted until 11am. A notable addition to this year's sports program was an Exhibition Cricket Match. Ansār eagerly waited for the match and it was played in high spirits.

Second Session

The session was presided over by Sadr Sahib Majlis Ansārullāh. It included speeches by Mansoor Ahmad Nasir Sahib and Dr. Mohayuddin Mirza Sahib. Major event of this session was the General Knowledge Quiz competition organized by the department of Ta'līm. Five regions, each consisting of three members participated in this competition. York Region Secured first position, GTA Centre and Eastern Canada were second and third respectively.

Lunch was served at around 1:30 pm and combined Zuhr and Asr prayers were offered at 2:30 pm.

Final Session

Final session started right after Zuhr & Asr prayers. Session was presided over by Amir Sahib Canada. Recitation of the Holy Qur'ān was rendered by Shoaib Ahmad Janoon Sahib of Praire Region while Nazm was recited by Dr Naeem Sahib of Maritime Majlis. Sadr Sahib Ansārullāh addressed the attendees. Sadr Sahib praised Allah the Almighty who enabled us to hold a successful Ijtimā'. He prayed that May God make us such humble servants of Him that we may bow our heads before none but Allah the Almighty. He thanked all those who volunteered to make this Ijtimā' a great success.

Prize Distribution Ceremony

Respected Amīr Sahib, distributed prizes to the winners of educational and sports competitions as well as to those regions and Majalis who performed prominently during the year. Session continued after the prize distribution ceremony and Mohtram Kaleem Ahmad Malik Sahib, delivered a speech on the topic of Hadrat Masih-e- Mau'd[as] love for the Holy Qur'ān.

Educational Competitions

Right after the conclusion of the first session, Message Relay and Observation & Memory Test competitions were held. Lunch was served around 1:30 pm and combined Zuhr and Asr prayers were offered at 2:30 pm.

Educational competitions resumed after the prayers. Position holders at the regional level took part in Tilawat, Nazm, Urdu and English speech competitions. Participating Ansār were very well prepared, therefore, these competitions were contested at a very competitive level.

Sports Competitions

Sports competitions started at 5 pm in which Ansār brothers represented their Majalis and Regions. Individual and team events like: Volley Ball; Tug of War; Arm Wrestling and different types of races were held. A good number of Ansār were

present during the Educational as well as Sports competitions. They not only cheered their teams but also enjoyed the competitions.

Q & A Session with Amir Sahib

A Question and Answer session was held with Amir Sahib after the Magrib & Isha Prayers. During this, hour long meeting, Amir Sahib answered the questions asked by Ansār brothers. Questions asked pertained to religious as well as administrative matters.

27th National Annual Ijtimā' of Majlis Ansārullāh Canada

By the grace of Allah 27th Anuual Ijtimā' of Majlis Ansārullāh Canada was held at Hadeeqa Ahmad Bradford on Sep 1-2, 2012. Preparations for the Ijtimā'started by seeking Hadrat Khalifatul MasihV[aa]'s permission and prayers. Sadr Sahib Majlis Ansārullāh Canada wrote a letter to Hudur[aa] in this regard. Hudur[aa] very kindly granted permission and prayed for the success of the Ijtimā'. A number of meetings were held subsequently to prepare for this event and by Allah's sheer grace this spiritual gathering was a great success. This year's program was slightly different than previous years that Majlis-e Shura was held separately on Aug 31, 2012 at Bait-ul-Islam Mosque Maple. Here is a brief summary of this blessed event.

Saturday, Sep 1st 2012

As dictated by tradition the day started with the Congregational Tahajjud Prayes at Bait-ul-Islam Mosque, followed by Fajar prayers and Dars-e Hadith. Ansār brothers started to reach Hadeeqa Ahmad around 9:00 am where breakfast was ready to be served.

Inaugural Session

The session was presided over by Maulana Mubarik Nazir Sahib (Missionary in charge Canada). It included speeches by Mirza Afzal Sahib and Maulana Abdul Rashid Anwar Sahib besides inaugural address by Maulana Mubarik Ahmad Nazir Sahib. First session ended around 12:45 pm.

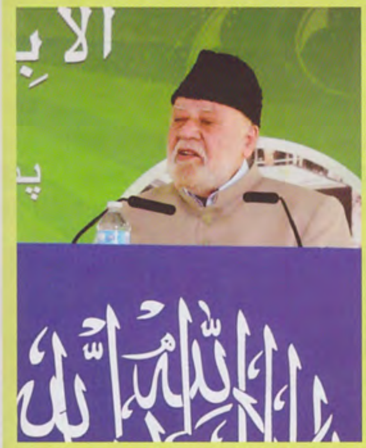

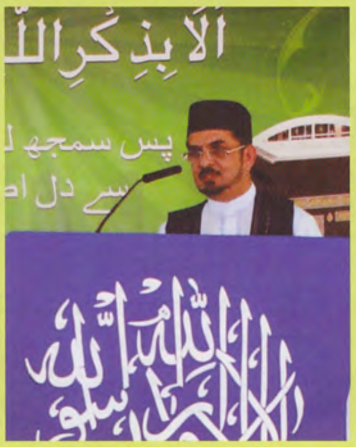

So said the Promised Messiah[as]

For all the children of Adam there is now no Messenger and intercessor other than the Holy Prophet Muhammad, the chosen one, may peace and blessings of Allah be upon him. So you should endeavor to cultivate true love for this magnificent and majestic Prophet and not place any one else above him in any manner so that you may be counted in Heaven among those who have attained salvation. Remember also that salvation is not something which is attainable only after death. Rather true salvation manifests its light in this world. Who is truly delivered? One who believes that God is Truth and that the Holy Prophet, may peace and blessings of Allah be upon him, is the intercessor between God and mankind; he also believes that under God's command there is no book of the status of the Holy Quran. And for none else God proclaimed that he should live for ever with his message and his law, but this Noble Prophet lives for ever.

(*Roohani Khazain*, Vol. 19, P. 13, *Kashtee Nuh*)

The Holy Prophet SA
the Messenger of Allah and the Seal of the Prophets

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو رضی الله عنهما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ
ﷺ لَيَاْتِيَنَّ عَلٰى اُمَّتِىْ مَا اَتٰى عَلٰى بَنِىْ اِسْرَآئِيْلَ حَذْوَالنَّعْلِ
بِالنَّعْلِ حَتّٰى اِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ اَتٰى اُمَّهٗ عَلَانِيَةً لَكَانَ فِىْ اُمَّتِىْ
مَنْ يَصْنَعُ ذٰلِكَ وَاِنَّ بَنِىْ اِسْرَآئِيْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰى اثْنَتَيْنِ
وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِىْ عَلٰى ثَلَاثٍ وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِى
النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً قَالُوْا : مَنْ هِىَ يَارَسُوْلَ اللهِ ؟ قَالَ :
مَااَنَاعَلَيْهِ وَاَصْحَابِىْ ـ | «ترمذی کتاب الایمان باب افتراق هذه الامة

Abdullah bin Amar[ra] relates that the Holy Prophet [SA] said

"Surely things will happen to my people as happened earlier to Israelites, they will resemble each other like one shoe in a pair resembles the other to the extent that if anyone among the Israelites has openly committed adultery to his mother there will be some who will do this in my Ummah as well, verily the Israelites were divided into 72 sections but my people will be divided into 73 sections, all of them will be in the fire except one." The companions asked, 'Who are they O Messenger of Allah, the Holy Prophet [SA] said, "They are those who will be like me and my companions." *(Tirmidhi)*

Holy Qur'ān

the revealed word of God

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا
بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ
رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ
بَالَهُمْ ۝٣ | سورة محمد آیت ۳

[47:3] But as for those who believe and do good works and believe in that which has been revealed to Muhammad — and it is the truth from their Lord — He removes from them their sins and improves their condition.

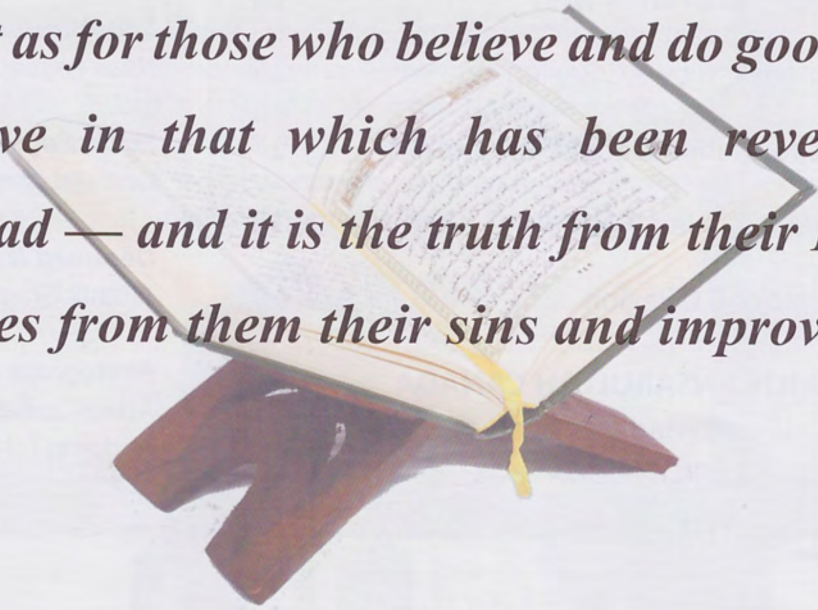

بسم الله الرحمن الرحيم

In the name of Allah, the Gracious, the Merciful

Nahnu Ansārullāh Canada

A Publication of
MAJLIS ANSARULLAH CANADA

An Auxiliary of
AHMADIYYA MUSLIM JAMA`AT CANADA

Volume 13, No. 3 July - Sept 2012

IN THIS ISSUE

- The Holy Qur'ān 2
- Saying of the Holy Prophet[sa] 3
- So Said the Promised Messiah[as] 4
- Majlis Ansārullāh Canada Annual Ijtimā' Report 5
- Morals, Behaviours and Beliefs 9
- Welcome to Cornwall 12
- The Prophet[sa] as a Family Man 14
- Health Symposium by B.C Region 15
- BBQ Picnic for National Ijtimā' volunteers 17
- Award for Surrey West Nasir 18
- Annual Picnic of B.C Region 19

MAJLIS ANSARULLAH CANADA
100 Ahmadiyya Avenue
Maple, ON L6A 3A4

EDITORIAL BOARD

Amir Ahmadiyya Muslim Jama'at
Lal Khan Malik

Sadr Majlis Ansarullah
Shafqat Mahmood

Qai'd Isha'at & Manager
Muhammad Javed Zarif

Naib Qaideen Isha'at
Syed Muneer Shah
Imran Latif Sharma

Editor Urdu
Nasir Ahmad Vance

Editor English
Dr. Sajid Ahmad

Designed & Printed by:
Jamnik Graphics

Photography
Attaul Qudus.. Mahmood Chugtai..
Nadeem Tahir.. Asad Saeed

THE PLEDGE

(The practice is that on the occasion of meetings and gatherings of Majlis Ansarullah members stand up and repeat the pledge jointly.)

On the occasion of the Annual Ijtima` of Majlis Ansarullah held in Rabwah in October 1956 Hadhrat Khalifatul Masih II (May, Allah be pleased with him) approved the following pledge for members of Majlis Ansarullah.

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ

لَہٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ط

(I bear witness that there is no God but Allah, the One, without any partner. And I bear witness that Muhammad (P.B.U.H) is His servant and His messenger.)

I solemnly pledge that I shall endeavor throughout my life for the propagation and consolidation of Ahmadiyyat in Islam and shall stand guard in defense of the institution of Khilafat. I shall not hesitate to offer any sacrifice in this regard. Moreover, I shall exhort all my children to always remain dedicated and devoted to Khilafat.

Insha `Allah Ta'ala.

Nahnu Ansarullah

MAJLIS ANSARULLAH CANADA

July to Sept 2012

"His readiness to undergo persecutions for his beliefs, the high moral character of the men who believed in him and looked up to him as leader, and the greatness of his ultimate achievement – all argue his fundamental integrity. To suppose Muhammad an impostor raises more problems than it solves. Moreover, none of the great figures of history is so poorly appreciated in the West as Muhammad."

W. Montgomery, Mohammad at Mecca, Oxford 1953, p. 52